﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿.....عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد24 | جمعۃ المبارک03فروری2017ء | 05رجمادی الاوّل 1438 ہجری قمری ❁ 03تبلیغ 1396 ہجری شمسی | شمارہ05

خدا کے پسندیدہ کلمات

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوکلمات ایسے ہیں جو خدا کو بہت پسند ہیں۔ زبان پر ہلکے مگر میزان میں بہت بھاری ہیں وہ یہ ہیں:

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ نضع الموازین حدیث نمبر 7008)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اللہ کی قسم! نشانات موسلا دھار بارش کی طرح آسمان سے نازل ہوئے۔ چراغ روشن ہوئے لیکن پھر بھی ان کی تاریکیاں دور نہ ہوئیں۔

روشن نشانوں اور عظیم براہین پر مشتمل جو وحی بھی اللہ نے مجھے کی وہ میرے لئے نہیں بلکہ اسلام کی تصدیق کے لئے ہے۔ اور میں تو صرف خدّام میں سے ایک خادم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بہت سے نمونوں اور میری صداقت کی شہادتوں میں سے ایک وہ نشان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ڈوئی نامی شخص کو ہلاک کر کے میری تائید میں ظاہر فرمایا۔

’’اور انہوں نے ظلم اور سرکشی کرتے ہوئے اللہ کے نشانوں کا انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل ان پر یقین لا چکے تھے۔ پس یہ ان کے لئے ممکن نہ رہا کہ وہ تشدد اور برائی کے مظاہرہ کے بعد رجوع کر سکیں۔ اور اللہ کی قسم! نشانات موسلا دھار بارش کی طرح آسمان سے نازل ہوئے۔ چراغ روشن ہوئے لیکن پھر بھی ان کی تاریکیاں دور نہ ہوئیں۔ انذار اور تنبیہ بکثرت ہونے کے باوجود ان کی برائیاں کم نہ ہوئیں۔ وہ خشک لکڑیوں پر جم کر بیٹھے رہے اور بلند و بالا درختوں، پکے ہوئے پھلوں اور شگفتہ پھولوں سے بے رخی کی۔ اور اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ ان کھلے کھلے نشانوں کے ہوتے ہوئے انہوں نے مجھ سے کیوں منہ موڑ لیا۔ جبکہ اللہ نے ان پر اور اندھیروں میں پڑے ہوئے ہر شخص پر اپنی حجت تمام کر دی تھی۔ اور جب ان کی طرف سے مجھے وہ خوف لاحق ہوا جو اکیلے شخص کو ڈراتا ہے تو میرے رب کی مدد مجھے آ پہنچی اور وہ روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ اور یہ نصرت و تائید اتمام حجت ہونے تک مجھے مسلسل دی جاتی رہی۔ اور تواتر سے یہ نصرت جاری رہی۔ اور یہ نشانات اس حد تک جا پہنچے کہ جن کے شمار کی مجھ میں طاقت نہیں تھی لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ ان نشانوں میں سے ایک نشان اس رسالے کے آخر میں لکھ دوں تا کہ شاید اللہ اس رسالے کے ذریعہ کسی سعید فطرت کو نفع پہنچا دے اور لوگ جان جائیں کہ اللہ کی نصرت زمین کے مشارق اور مغارب کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ اور اس کا غلغہ (شہرت) نیک بندوں اور بچھو فطرت لوگوں میں اتنا عام ہے کہ ان نشانوں کی شعاعیں ممالک امریکہ تک جو تمام ملکوں سے دور ہے پہنچیں۔

اور روشن نشانوں اور عظیم براہین پر مشتمل جو وحی بھی اللہ نے مجھے کی وہ میرے لئے نہیں بلکہ اسلام کی تصدیق کے لئے ہے۔ اور میں تو صرف خدّام میں سے ایک خادم ہوں۔ منکروں کی حالت میرے لئے تعجب خیز ہے۔ انہوں نے تکذیب پر اصرار کیا یہاں تک کہ وہ زیادتی کرنے والوں میں اول درجہ پر ہو گئے۔ اور (ان میں سے) ہر ایک نے اپنی پوری کوشش کی اور جو اس کی بساط میں تھا اسے صرف کر دیا تا کہ وہ آسمان سے نازل ہونے والے نور کو بجھا دے مگر اللہ نے اپنا نور بڑھایا اور ان کی کوششیں غبار کی طرح تھیں۔ اور ہم نے ان کے فتنے کو لہریں مارتے ہوئے سمندر اور تند و تیز سیلاب کی مانند دیکھا لیکن اس معاملہ کا نتیجہ ہماری فتح اور ان کی ہزیمت اور ہماری عزت اور ان کی ذلت تھا اور اگر یہ کاروبار غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ (مخالف) مجھے پارہ پارہ کر دیتے۔ اور زندہ لوگوں سے میرا نقش مٹا دیتے لیکن اللہ کا ہاتھ مجھے دشمنوں کے شر سے بچاتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے نشان دور دراز ملکوں تک پہنچ گئے اور یہ محض رب العباد کا فعل تھا۔ اور اب ہم اس عظیم الشان نشان کو لکھتے ہیں جو بلاد امریکہ میں ظاہر ہوا۔ اور ہمارا سورج مشرق سے طلوع ہوا۔ یہاں تک کہ اس آفتاب نے اہل مغرب کو نہایت خوبصورت انداز میں اپنی چمک دکھائی۔ پس یہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور اللہ کی عنایت اور اس کا احسان ہے اور بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو اسے پہچانتے ہیں اور مبارک ہے ان لوگوں کے لئے جو اسے قبول کرتے ہیں۔

☆☆☆

اس مباہلہ کا ذکر جس کی طرف میں نے ڈوئی کو بلایا، اس کے خلاف دعا اور لوگوں میں اس کی اشاعت کے بعد اس معرکہ میں اللہ کے سلوک کی تفصیل

اللہ تم پر رحم فرمائے جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بہت سے نمونوں اور میری صداقت کی شہادتوں میں سے ایک وہ نشان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ڈوئی نامی شخص کو ہلاک کر کے میری تائید میں ظاہر فرمایا۔ اور اس جلیل القدر نشان اور عظیم معجزے کی تفصیل یہ ہے۔ ڈوئی نامی شخص امریکہ کے متمول عیسائیوں اور متکبر پادریوں میں سے ایک تھا۔ اور اس کے ساتھ قریباً ایک لاکھ مرید تھے۔ اور وہ عیسائیوں کے طریق پر غلاموں، اور لونڈیوں کی طرح اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اور اسے اپنی قوم اور دوسرے لوگوں میں اتنی زیادہ شہرت حاصل تھی کہ اس کا ذکر دنیا کے کناروں تک پھیل گیا تھا۔ اور اس کے جادو نے عیسائیوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو تسخیر کر رکھا تھا۔ اور وہ ابن مریم کی الوہیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ اپنی رسالت اور نبوت کا مدعی بھی تھا۔ اور وہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتا اور گالیاں دیتا تھا۔ اور وہ بلند مقامات اور مراتب عالیہ کا دعویدار تھا۔ اور اپنے آپ کو ہر شخص سے زیادہ بزرگ و برتر سمجھتا تھا اور وہ روز بروز شہرت اور مال اور ماننے والوں کی تعداد میں بڑھ رہا تھا اور وہ گداگروں کی طرح ہونے کے بعد بادشاہوں جیسی زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے افترا اور خدا پر جھوٹ گھڑنے کے باوجود اس کی ترقیوں کو مسلمانوں میں سے دیکھنے والا اگر ضعیف (العقیدہ) ہوتا تو وہ گمراہ ہو جاتا اور نقصان اٹھاتا، اور اگر وہ عالم ہوتا تو بھی لغزش سے محفوظ نہ رہتا۔ اور یہ اس لئے کہ وہ (ڈوئی) اسلام کا دشمن تھا اور وہ ہمارے نبی خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ بایں ہمہ وہ شہرت اور تمول میں اعلیٰ مقام تک ترقی کرتا رہا۔ اور وہ یہ کہتا تھا کہ میں عنقریب ہر مسلمان کو قتل کروں گا اور کسی موحد مومن کو نہیں چھوڑوں گا۔ اور وہ (ڈوئی) ایسے لوگوں میں سے تھا جو کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ اور اس نے زمین میں فرعون کی طرح سرکشی کی اور موت کو بھول گیا۔ اس نے دن کو لوگوں کے مال لوٹنے اور رات کو مے نوشی کے لئے مختص کر رکھا تھا۔ جاہل عیسائی اور ناسمجھ مسیحی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ ضلالت کے جام لنڈھاتے رہے اور اپنی جہالت کی وجہ سے اس کے دعویٰ رسالت کی تصدیق کرتے رہے حالانکہ وہ دنیا کا غلام تھا نہ کہ آزاد۔ اور وہ ایسا سیپ تھا جس میں موتی نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے زمانے کا شیطان اور اپنے شیطان کا ساتھی تھا۔ مگر اللہ نے اسے اس وقت تک مہلت دی جب تک کہ میں نے اسے مباہلہ کیلئے بلایا اور اس کے خلاف رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی۔ اور مَیں اس (ڈوئی) کے وجود میں شیطان کی بدبو پاتا تھا۔ اور میں نے اسے طاغوت کا پچھاڑا ہوا اور رحمان خدا کے بندوں کا دشمن پایا۔ اس نے زمین کو ناپاک کیا اور اہل زمین کی سانسوں کو اپنی طرح طرح کی خبیثانہ بکواس سے نجس کر دیا۔ میں نے اس زمانے میں اس جیسا کوئی شاطر اور سرکش شیطان نہیں دیکھا۔ وہ تثلیث کا دیوانہ اور توحید کا دشمن اور خبیث دین پر مصر تھا۔ اور وہ اس دین کی برائیوں کو نیکی کی طرح اور اس کے عیوب کو اسباب راحت کی مانند دیکھتا تھا۔ اور امراء اور دولتمندوں میں سے جاہل اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے اس کی ایسے مال سے مدد کی جو صرف بادشاہوں اور ارباب سلطنت کے خزانوں میں پایا جاتا ہے۔‘‘

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 146 تا 151۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 دسمبر 2014ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں تین نکاحوں کے اعلان کروں گا جن میں سے دو تو ہمارے مربیان کے نکاح ہیں اور ایک نکاح جس میں دلہن، لڑکی واقفۂ نو ہے۔ مربیان کا کل جامعہ احمدیہ میں فنکشن تھا، جس میں Convocation تھی۔ جس میں ان کو سندات دی گئیں۔ یہ دونوں اسی سال فارغ ہوئے ہیں، ان کو تو کل میں نے کافی واضح کر کے ان کی ذمہ داریوں کے متعلق بتادیا تھا کہ کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اور ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ان کو اپنے نمونے بنانے ہوں گے۔ اپنی مثالیں پیش کرنی ہوں گی۔ اور یہ مثالیں گھر کے جو رشتے ہیں ان سے شروع ہوتی ہیں۔ اپنے اہل و عیال سے، اپنے والدین سے، اپنے بہن بھائیوں سے اور اس نئے قائم ہونے والے رشتہ سے (جو میں نے پہلے کہہ دیا ہے) بیوی سے جو عائلی تعلقات ہیں ان سے ذمہ داریاں شروع ہوتی ہیں۔ ان میں یہ نمونہ دکھانے کا آغاز ہوتا ہے۔ پس اپنی عائلی زندگی میں، گھریلو زندگی میں اپنے نمونے ایسے قائم کریں جو ایک مربی کی، ایک مبلغ کی شایانِ شان ہوں۔ لیکن مربیان سے شادی کرنے والی لڑکیاں اور بچیاں جو ہیں ان کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ وہ مربی کی اور مبلغ کی بیوی بننے والی ہیں یا بننے جارہی ہیں اور اس لحاظ سے وہ بھی چاہے واقف زندگی ہوں یا نہ ہوں لیکن مربی کی بیوی بننے کے بعد واقف زندگی بن جاتی ہیں اور ان کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہئے۔ جہاں انہیں اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو نبھانا ہے وہاں جس جگہ بھی مربی کو کام پہ لگایا جاتا ہے، مبلغ کو کام پہ لگایا جاتا ہے، وہاں جو اس کی جماعتی ذمہ داریاں ہیں ان میں بھی ہاتھ بٹانا ہے اور جو نمونے جماعت کے سامنے جس طرح مربی نے پیش کرنے ہیں اسی طرح ان کی بیویوں کو بھی اپنے نمونے پیش کرنے چاہئیں۔ جب یہ نمونے قائم ہوں گے تو تبھی یہ گھریلو مثالیں جو ہیں جماعت میں بھی ایک عزت اور وقار قائم کرنے والی ہوں گی اور جماعت میں بھی تربیت کا ذریعہ بنیں گی۔ پس اس لحاظ سے دونوں فریقین کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ایک نکاح مربی سلسلہ کا تو نہیں لیکن بچی واقفۂ نو ہے۔ ایک عام احمدی کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نکاح کے موقع پر جب دو رشتے قائم ہو رہے ہوتے ہیں تو لڑکا اور لڑکی دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو تلاوت کی جاتی ہیں کافی نصیحت فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے سچائی پر قائم رہو۔ ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کرو۔ ایک دوسرے کے رِحمی رشتوں، ماں باپ، بہن بھائیوں کا خیال رکھو اور آپس میں بھی محبت اور تعلق کو بڑھاؤ اور اس لئے بڑھاؤ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس لئے بڑھاؤ کہ آئندہ نسلیں جو تمہارے سے پیدا ہونی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ نیکیوں پر قائم رہنے والی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دین پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والی ہوں۔ پس ان باتوں کو ہمیشہ نئے قائم ہونے والے رشتوں کو سامنے رکھنا چاہئے۔ ان الفاظ کے بعد اب مَیں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

پہلا نکاح عزیزہ دُرِّثمین رانا بنت مکرم داؤد احمد رانا صاحب مرحوم کا ہے جو عزیزم عبدالخبیر رضوان مربی سلسلہ کے ساتھ، تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے جو مکرم عبدالکبیر صاحب (جرمنی) کے بیٹے ہیں۔ دلہن کے بھائی مکرم بہزاد احمد رانا صاحب ان کے وکیل ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا اور مکرم عبدالخبیر رضوان صاحب کے آہستہ بولنے پر فرمایا:

اونچا کہوناں۔ اتنی آواز ابھی نہیں نکل رہی تو میدان عمل میں جا کر کس طرح آواز نکلے گی۔

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ نبافہ انعم بنت مکرم محمد امجد صاحب (بہاولپور) کا ہے جو عزیزم رضا احمد مربی سلسلہ کے ساتھ تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے جو مکرم مظفر علی صاحب کے بیٹے ہیں۔ دلہن کے وکیل ان کے خالو محمد امجد صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا اور دریافت فرمایا: خالو اور والد دونوں کا نام امجد ہے؟ جس پر اثبات میں جواب عرض کیا گیا۔

پھر حضور انور نے اگلے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ دُرِّعدن بھٹی واقفۂ نو کا ہے جو مکرم ڈاکٹر شبیر بھٹی صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم نوید عمران مغل ابن مکرم منور احمد مغل صاحب (کارڈف) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا۔ اور پھر فرمایا:۔

ان رشتوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 12 جنوری 2017ء بروز جمعرات، نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرمہ ساجدہ محبوب صاحبہ (اہلیہ محبوب احمد صاحب سیٹھی۔ آف جہلم۔ حال آسٹریلیا) کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 4 جنوری 2017ء کو ہارٹ اٹیک سے 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت شیخ نیاز علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ 1974ء کے فسادات میں آپ کے شوہر مکرم مقبول احمد صاحب سیٹھی کو شہید کردیا گیا تھا۔ ان کی شہادت کے وقت آپ کے بیٹے کی عمر صرف ایک سال تھی۔ شوہر کی شہادت کے بعد آپ کی شادی شہید مرحوم کے بھائی مکرم محبوب احمد صاحب سیٹھی سے ہوئی۔ آپ کے بھائی اور دو بھتیجوں کو بھی 2010ء میں مردان میں شہید کر دیا گیا تھا۔ اس صدمہ کے موقع پر نہ صرف آپ نے خود حوصلے اور صبر کا مظاہرہ کیا بلکہ اپنے تمام عزیزوں کا حوصلہ بھی بڑھاتی رہیں۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی، بہت نیک، صالحہ اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ نے وفات سے چند منٹ قبل حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم محمد شفیق صاحب (آف الشفیق ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ۔ ربوہ) آپ 31 دسمبر کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 20 سال کی عمر میں بیعت کی توفیق پائی۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ پاکستان ایئر فورس (PAF) سے ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ ایران میں رہے اور پھر ربوہ آ کر الشفیق ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ جس سے ربوہ اور بیرون ربوہ کے بے شمار طلباء نے ٹریننگ حاصل کی۔ آپ غریب طلباء کا خیال رکھتے اور انہیں مفت تعلیم مہیا کرتے تھے۔ کلاس میں احمدی اور غیر احمدی طلباء کے درمیان بہت اچھا ماحول قائم رکھتے اور پڑھائی کے ساتھ ساتھ اُن کی تربیت بھی کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور عقیدت کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کو بھی احمدیت اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تاکید کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) مکرم محمود احمد صاحب (آف شالامار ٹاؤن۔ لاہور)

3 جنوری 2017ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم محمد حسین صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1935ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ نے انتہائی اخلاص کے ساتھ جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ جماعت اور خلافت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ بیماری کے باوجود جماعتی کاموں کا حرج نہیں ہونے دیتے تھے۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتے تھے۔ اگر کسی کو مشکل میں دیکھتے تو اس کی مشکل دُور کرنے کے لیے پوری کوشش کیا کرتے تھے۔ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرم ملک فدا محمد صاحب (آف ورجینیا۔ امریکہ)

آپ 26 دسمبر 2016 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم غلام محمد صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلالپوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احمدیت قبول کی تھی۔ آپ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مسجد مبارک ورجینیا کی زمین کے حصول، اس کے نقشہ جات کی منظوری، تعمیری اخراجات کے لئے رقوم کی فراہمی کے لئے بڑا بنیادی کردار ادا کیا۔ آپ تعمیر کمیٹی کے چیئر مین بھی رہے۔ آپ نے اپنے کام کا آغاز معمولی حیثیت سے کیا اور اللہ کے فضل سے بہت ترقی پائی۔ بنک آف امریکہ کے ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ اور نیشنل بنک آف یمن کے جنرل منیجر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس بات کا ہمیشہ اظہار کرتے کہ انہیں جو کشائش اور آسودگی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ سب احمدیت کی برکت سے ہے۔ آپ غریبوں اور ضرورتمندوں کی کثرت سے مدد کیا کرتے اور اپنے عزیزوں سے ہمیشہ صلہ رحمی کا سلوک کرتے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ سعیدہ بیگم تنویر صاحبہ (اہلیہ عبدالسلام اعوان صاحب۔ ربوہ): آپ 24 نومبر 2016ء کو 82 سال کی عمر وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، نظام جماعت کا احترام کرنے والی، خلافت کی شیدائی، مہمان نواز، غریب پرور اور غریبوں کا خیال رکھنے والی، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنی بچیوں کی بھی بہت عمدہ رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ چندوں میں باقاعدہ تھیں اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ آپ کو مختلف جماعتی عُہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

....

❁...... مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 18 جنوری 2017ء بروز بدھ، صبح 11 بجے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مکرم حمید الدین ناصر ملک صاحب (آف قادیان۔ حال سٹن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 14 رجنوری 2017ء کو 73 سال کی عمر میں بوجہ کینسر وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ملک نیاز احمد صاحبؓ کے پوتے اور حضرت حکیم دین محمد صاحبؓ کے نواسے تھے۔ آپ کے والد مکرم ملک صلاح الدین صاحب اصحاب احمد کے مؤلف اور درویش قادیان تھے۔ آپ کے دادا کو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ان کے جسد خاکی کے ساتھ لاہور سے قادیان تک سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحوم نہایت شریف النفس، خلافت سے والہانہ محبت کرنے والے اور فدائی احمدی تھے۔ آپ بہت محنتی تھے۔ چندہ کی ادائیگی کا خاص خیال رکھتے۔ جماعت میں کثرت سے بچوں کو ریاضی پڑھانے کی توفیق ملی۔ آپ کو کچھ عرصہ ''احمدیہ بُلٹن'' میں اردو سے انگریزی ترجمہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ماسٹر محمد منیر صاحب) آف PHOENIX۔ امریکہ): آپ 28 نومبر 2016ء کو ایک کار حادثے میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اس حادثے کے وقت آپ کا بیٹا بھی آپ کے ساتھ تھا جو شدید زخمی ہوا اور چند ہفتے ہسپتال میں علاج کرانے کے بعد اب گھر واپس آچکا ہے۔ آپ نے ساڑھے تین سال سری لنکا میں نگران انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ تہجد گزار، نمازوں میں باقاعدہ، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، بہت مخلص، باوفا اور نیک انسان تھے۔ خلافت سے خاص عشق کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم گلزار احمد شاہد صاحب (گھوٹکی ضلع سکھر۔ سندھ): آپ 9 نومبر 2016ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے کبیر والا، خانیوال اور سکھر میں مختلف تنظیمی اور جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ اینگرو یوریا کے سکول اور کالج میں بطور سینئر ٹیچر اور ہیڈ آف دی میتھ ڈیپارٹمنٹ ملازمت کرتے رہے ہیں۔ جماعت کی ہر خدمت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر436

جلسہ سالانہ قادیان2016ء میں عرب احباب کی شرکت (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے جلسہ سالانہ قادیان 2016ء میں عرب احباب کی شرکت کے حوالے سے چند امور کا تذکرہ کیا تھا۔اس قسط میں اس سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے دو عرب بہنوں کے اس بارہ میں تأثرات نقل کرتے ہیں۔

ناروے میں مقیم ہماری ایک عراقی کردی بہن محترمہ بریفان سعید صاحبہ نے 2011ء میں بیعت کی تھی اور امسال یہ پہلی بار قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لائی تھیں۔وہ اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

قادیان کی بستی کی زیارت سے پہلے ہی اس کے بارہ میں میرے جذبات واحساسات اس قدر غیر معمولی تھے کہ میں سمجھتی تھی کہ میں ان کو قلمبند کرنے سے قاصر رہوں گی لیکن جب قادیان کی بستی اور یہاں کے مقامات مقدسہ کی زیارت نصیب ہوئی تو محسوس کیا کہ یہاں پر گزرے جانے والے دنوں کی یادوں کے بارہ میں لکھنا تو اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اس بستی کی فضاؤں میں کچھ ایسا امن وامان اور ایسی راحت وسکینت پھیلی ہوئی ہے جسے محسوس کیا جاسکتا ہے، الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ میں کچھ دیر کے لئے اس احساس میں اس قدر کھوئی کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہوگئی اور میں نے بے اختیار ہوکر کہا کہ کاش میں ہمیشہ کے لئے یہیں رہ جاؤں۔

قادیان پہنچتے ہی میں نے سیدی وحبیبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضری دی، آپؑ کو سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا اور بہت دیر تک وہاں دعائیں کرنے کے بعد ٹکٹکی باندھ کر اس مبارک مزار کو دیکھتی رہی۔وہاں سے لَوٹنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔

اَلدَّار کی زیارت اور دعا

پھر ہم دارالمسیح کی زیارت کے لئے گئے۔اس کے بیرونی دروازے سے داخل ہوتے وقت میرے ذہن میں حضور علیہ السلام کا یہ الہام آرہا تھا: إِنِّیْ أُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِیْ الدَّارِ إِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِن اسْتِکْبَار، اور میرے دل سے دعا نکل رہی تھی کہ خدایا ہمیں بھی اس الہام میں دیئے گئے وعدہ حفاظت کے حصار میں داخل فرمالے۔اس وقت میرا دل چاہتا تھا کہ اس گھر کے در و دیوار کے بوسے لوں جن کے درمیان خدا کے مسیح نے اپنی زندگی گزاری۔ان مقامات کی زیارت کے دوران آپؑ کی سیرت کے واقعات میری آنکھوں کے سامنے آتے جارہے تھے اور میں تصورات اور احساسات کی ایک عجیب دنیا میں پہنچ چکی تھی۔یہ تمام حالت پُرسوز دعاؤں میں ڈھل رہی تھی اور الحمد للہ کہ ان مقدس مقامات کی زیارت کے دوران ہر مقام پر ہمیں نوافل ادا کرنے اور پُرسوز دعاؤں کی توفیق بھی مل گئی۔

چند روز قبل ہی قادیان سے عربی زبان میں دعا کے موضوع پر نہایت خوبصورت اور پُرتاثیر پروگرام پیش کیا گیا تھا اور ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور طریقِ دعا کا طبیعت پر بہت گہرا اثر تھا۔آپؑ کے اَلدَّار اور مقامات کی زیارت کے دوران مجھے اپنے اہل واقارب کا بھی بہت خیال آیا اور میں نے ان کے لئے بھی بہت دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت دے تا وہ اس روحانی چشمہ سے اپنی پیاسی روحوں کو سیراب کرکے نئی زندگی پاجائیں۔

مجاہدہ صحابیہ کی قبر پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضری کے دو دن بعد میں نے بہشتی مقبرہ کا تفصیلی دورہ کیا۔اس دوران جہاں مختلف صحابہ اور جماعت کے علماء وبزرگان کی قبور پر کھڑے ہونے اور دعائیں کرنے کا موقعہ ملا وہاں میں ایک ایسی قبر کی تلاش میں بھی کامیاب ہوگئی جس کی جگہ دیکھنے کی میرے دل میں بڑی خواہش تھی۔یہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کی والدہ ماجدہ کی قبر تھی۔جس کے بارہ میں انہوں نے لکھا تھا کہ:

"والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اگر ممکن ہو تو اُن کے قریب قریب میری قبر کی جگہ مقرر فرمادیں۔حضور نے فرمایا کہ عام طور پر ایسا کرنا تو پسندیدہ نہیں لیکن استثنائی صورت میں ایسا ہوسکتا ہے۔چنانچہ حضور نے والد صاحب کی قبر کے دائیں طرف والدہ صاحبہ کے لئے جگہ مقرر فرمادی۔ لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ جب حضرت تائی صاحبہ فوت ہوئیں تو انہیں اس جگہ دفن کردیا گیا۔والدہ صاحبہ نے جب حضرت صاحب کی خدمت میں اس امر کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا کہ مقبرہ بہشتی کے منتظمین کے سہو سے ایسا ہوگیا ہے۔اب ہم نے اور جگہ آپ کے لئے تجویز کردی ہے۔یہ ہے تو اسی قطعہ میں، لیکن چوہدری صاحب کے پاؤں کی طرف ہے۔والدہ صاحبہ نے عرض کی: حضور میں ہوں بھی ان کے پاؤں کی جگہ کے ہی لائق۔لیکن اب ایسا انتظام فرمایئے کہ پھر میری جگہ کسی اور کو نہ مل جائے۔حضورؓ نے فرمایا اب ہم نے مقبرہ بہشتی کے محکمہ کو ہدایت دے دی ہے کہ وہ اپنے رجسٹروں میں اس کا اندراج کردیں اور اخبار میں اعلان بھی کرادیا جائے گا۔"

(میری والدہ صفحہ 64 تا 65)

جب سے میں نے یہ پڑھا تھا اس مجاہدہ صحابیہ کی قبر کی جگہ دیکھنے اور اس کے لئے دعا کرنے کی شدید خواہش تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پورا فرمادیا۔

ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر

ہم نے ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر بھی اختیار کیا اور اس مقام کی زیارت کی توفیق ملی جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چِلّہ کشی کی تھی اور جہاں اپنے اصحاب سے پہلی بیعت لی تھی۔اگرچہ ان دونوں مقامات پر وسیع پیمانے پر تعمیری کام جاری تھا اس کے باوجود بوقتِ زیارت اس مقام کی روحانی تاثیر اور برکت کا احساس نمایاں تھا اور میرا تصور مجھے زمانے کی حدوں کو عبور کرواتے ہوئے ان ایام اور لمحات کی جانب لئے جارہا تھا جن میں حضور علیہ السلام نے ان مقامات پر قیام فرمایا تھا۔

اخوّت ومحبت کے رشتے اور دعائیں

قادیان کی ناقابل فراموش باتوں میں سے ایک وہاں کے رہائشی احمدی احباب ہیں جن سے ملتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے مابین یہ محبت اور اخوت کا تعلق صدیوں پرانا ہے۔یہ پیارے لوگ اپنے محدود وسائل کے باوجود مسکراتے چہروں اور بشاشت قلبی کے ساتھ مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے لئے سب کچھ پیش کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔اہل دنیا میں یہ باتیں کہاں ملتی ہیں؟!

میرا گھر میں بھی عمومًا یہی طریق ہے کہ ہر وقت ایم ٹی اے لگا رہتا ہے اور مَیں اس میں کام کرنے والوں اور دیگر احمدیوں کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہوں۔قادیان میں قیام کے دوران میں اس روحانی فضا سے بہت متأثر ہوئی تھی اور اکثر اوقات جلسہ کے انتظامات کرنے والوں کے لئے دعائیں کرتی رہی۔سرائے وسیم میں ہماری خدمت پر مامور خدّام کے جذبۂ خدمت کو دیکھ کر ان کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ان ماؤں کو مبارک ہو جنہوں نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی ہے۔ان کے لئے بھی دل سے دعا نکلتی ہے۔

آغوشِ امن وآشتی

ہماری دوسری بہن مکرمہ سماح عبدالجلیل صاحبہ آف فلسطین ہیں۔ انہوں نے 2003ء میں بیعت کی تھی۔ 2015ء میں انہیں پہلی بار اپنی دو بہنوں کے ہمراہ قادیان کی زیارت کی توفیق ملی تھی، اور اب دوسری بار یہ تشریف لائی تھیں۔وہ اپنے تأثرات کے بارہ میں تحریر کرتی ہیں:

قادیان پہنچتے ہی ہم نے سال گزشتہ کی طرح سامان رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کا رخ کیا۔ ہماری کیفیت بالکل ویسی ہی تھی جیسے کوئی ہجر کا مارا لمبے سفر کے بعد محبوب کے دیس پہنچ جائے تو پھر اسے دیکھنے اور اس سے ملنے کی آرزو اَور بڑھ جاتی ہے۔حضور علیہ السلام کی قبر پر کھڑے ہوکر جذبات کی کیفیت اَور ہی ہوجاتی ہے۔بہشتی مقبرہ کی فضا میں ایک عجیب سکون ہے لیکن یہ محبت کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔

جلسہ کے ایام نہایت مبارک تھے۔جلسہ کا انتظام اور خدمت کا جذبہ دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے سرزمین قادیان تُو برکت والی ہے۔کتنے انسانوں کی روحیں تیری طرف کھنچتی چلی آرہی ہیں اور تُو انہیں اپنی آغوش میں لے کر محبت اور امن وآشتی کے پیغام دیتی جارہی ہے۔

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جلسہ کے موقعہ پر انڈونیشین احمدیوں کا جہاز آیا اور یوں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ جہاں مجھے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی خوشی تھی وہاں اس بات پر بھی خدا کا شکر ادا کررہی تھی کہ میں اس جلسہ میں شامل تھی اور اپنی آنکھوں سے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا۔ جب حضور انور نے اپنے خطاب میں اس بات کا ذکر فرمایا تو میں خطاب کے فورًا بعد اپنی دونوں بہنوں کو لے کر انڈونیشین احمدیوں سے ملنے کے لئے چلی گئی۔انہیں مل کر ہمیں احساس ہوا کہ وہ کس قدر محبت کرنے والے، عاجزی وانکساری کا نمونہ اور کس قدر منظّم لوگ ہیں۔یقینًا یہ اس اعزاز کے اہل تھے۔اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے مبارک فرمائے۔آمین۔

خوبصورت پھول ولذیذ پھل

گزشتہ برس بہت سی پاکستانی بہنوں کے ساتھ ہماری جان پہچان ہوگئی تھی اور اس بار ان سے ملنے کی توقع تھی لیکن حالات کی خرابی کے باعث ان کے نہ آسکنے کا سن کر بہت افسوس ہوا۔زیادہ افسوس مجھے ان پاکستانیوں کے بارہ میں سوچ کر ہوا جن کا زندگی میں پہلی مرتبہ قادیان کا ویزہ لگا تھا لیکن اس بار بھی وہ آنے سے رہ گئے۔خلیفہ وقت کی ایک آواز پر وہ سب لبّیک کہتے ہوئے ٹھہر گئے اور ان میں سے ایک بھی جلسہ پر نہ آیا۔اطاعت کی یہ مثال دیکھ کر میرے دل نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر جو بیج بویا تھا وہ کیسا عظیم درخت بن گیا ہے اور اس کی چارسُو پھیلنے والی شاخوں پر اخلاص ووفا کے کیسے خوبصورت پھول اور طاعت ومحبت کے کیسے لذیذ پھل لگے ہوئے ہیں۔

ملاقاتیں

قادیان میں ہماری ملاقات کرغیزستان سے آئی ہوئی حفیظہ نامی ایک بہن سے ہوئی۔ اگرچہ ہم ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے پھر بھی اس کے ساتھ ہم نے بہت سی باتیں کیں اور ایک دوسرے کی باتوں کو اشاروں سے سمجھ کر بہت محظوظ ہوئے۔اس بہن نے بتایا کہ قادیان آنے سے قبل اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ جہاز پر قادیان آئی ہے اور حضور انور نے خود اس جہاز کا استقبال کیا تھا۔یہ بہن ہر جگہ ہمارے ساتھ ساتھ رہی۔اس دوران یہ بہن چلتے چلتے اچانک ٹھہر کر رونا شروع کردیتی اور پھر کچھ کہتی جس میں سے ہمیں "حضور، حضور" کے الفاظ ہی سمجھ آتے۔شاید اس کی مراد یہ تھی کہ اگر حضور انور تشریف لائے ہوتے تو ہماری بھی حضور انور سے ملاقات ہوجاتی۔واللہ اعلم بالصواب۔

قادیان میں ہمارا تعارف ایک درویش مکرم بشیر احمد ناصر صاحب کی دو بیٹیوں سے بھی ہوا۔انہوں نے بتایا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے درویشی کے لئے خود کو پیش کرنے کی تحریک ہوئی اور اس کا "ترگڑی" میں جماعت کی مسجد میں اعلان ہوا تو یکدم سنّاٹا چھا گیا اور پھر ایک کونے سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے خود کو اس کام کے لئے پیش کیا۔اتنے میں مسجد کے دوسرے کونے سے ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے بھی خود کو پیش کیا۔ یہ دونوں باپ بیٹا تھے۔نوجوان بشیر احمد ناصر صاحب تھے اور ان کے والد صاحب عبد الکریم صاحب تھے۔ جب یہ دونوں مسجد سے گھر پہنچے تو والد نے بیٹے سے کہا کہ تم گھر میں رہو اور مَیں قادیان جاتا ہوں۔ بیٹے نے کہا کہ مَیں نوجوان ہوں مَیں اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہوں۔ بشیر احمد ناصر صاحب کی والدہ جلدی فوت ہوگئی تھیں اور انہیں ان کی دادی نے پالا تھا۔باپ بیٹے میں یہ تکرار بشیر احمد ناصر صاحب کی دادی کے سامنے ہورہی تھی۔انہوں نے یہ سنا تو اپنے بیٹے عبد الکریم سے کہا کہ تم رُک جاؤ اور بشیر کو جانے دو کیونکہ یہ پُھرتیلا ہے اور اس کام کے لئے موزوں ہے۔ اور پھر ایک سو ایک روپیہ دے کر دعاؤں بھرے آنسوؤں کے ساتھ بشیر احمد ناصر صاحب کو درویشی کے لئے روانہ کیا۔

پھر انہوں نے زمانۂ درویشی کے بعض واقعات بھی سنائے اور اس بات کا بھی تذکرہ کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان معمولی قربانیوں کے عظیم الشان پھل عطا فرمائے ہیں۔

یہ واقعات سن کر ہمارے دل سے اس درویش اور اس کے والد کے لئے بہت سی دعائیں نکلیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار اس بستی کی زیارت کی سعادت بخشے، ہماری ساری دعائیں قبول فرمائے اور اس زیارت سے جو روحانی استفادہ کیا ہے اس کو اپنی زندگیوں کی حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

(باقی آئندہ)

عدل اور احسان اور ایتائ ذی القربیٰ۔ یہی باتیں ہیں جو ماضی میں بھی دنیا کے امن اور دنیا کی سلامتی کے لئے ضمانت تھیں۔ آج بھی یہی باتیں دنیا کے امن اور سلامتی کے لئے ضمانت ہیں اور آئندہ بھی یہی چیزیں ہیں جو دنیا کے امن، سکون اور سلامتی کی ضمانت بنیں گی۔

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق عدل اس وقت قائم ہوتا ہے جب کامل انصاف ہو اور پھر امن وسلامتی اور معاشرے کے حقوق صرف عدل سے ہی قائم نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کا سلوک بھی کرو۔ انصاف سے بڑھ کر حسن سلوک کرو اور پھر حسن سلوک اور احسان کو صرف عارضی طور پر ہی قائم نہ کرو بلکہ ایتائ ذی القربیٰ کے معیار قائم کرو۔

قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ انسان پر خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ حق اس کے والدین کا ہے جو اس کی پرورش میں حصہ لیتے ہیں۔

والدین سے عدل واحسان کے متعلق اسلامی تعلیمات کا تذکرہ اور اس حوالہ سے اہم نصائح

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 14 اگست 2016ء بروز اتوار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ۔ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل:91)

اس آیت کے پہلے حصے میں جو مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے امن وسکون اور سلامتی کے لئے اور تباہی سے بچنے کے لئے تین بنیادی باتیں فرمائی ہیں۔ یعنی عدل اور احسان اور ایتائ ذی القربیٰ۔یہی باتیں ہیں جو ماضی میں بھی دنیا کے امن اور دنیا کی سلامتی کے لئے ضمانت تھیں۔ آج بھی یہی باتیں دنیا کے امن اور سلامتی کے لئے ضمانت ہیں اور آئندہ بھی یہی چیزیں ہیں جو دنیا کے امن، سکون اور سلامتی کی ضمانت بنیں گی۔

اس آیت کا مضمون میں نے گزشتہ سال بھی جلسہ کی آخری تقریر میں بیان کیا تھا اور عمومی طور پر دنیا داروں کے اس الزام کا ردّ کیا تھا کہ مذہب دنیا کے فتنہ وفساد کی وجہ ہے۔ عام دنیا دار اپنے مفروضے کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ فساد ان ملکوں میں ہے جو دین اور مذہب کے ساتھ منسلک ہیں یا مذہب کے ساتھ منسلک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس میں اوّل نمبر پر مسلمان ممالک ہیں۔ گویا مذہب مخالف طاقتوں نے یہ فیصلہ دے دیا کہ اصل میں اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیا کے امن کی تباہی کا ذمہ دار ہے۔ اور پھر آجکل نام نہاد اسلامی تنظیمیں غیر مسلم ممالک میں بھی جو دہشتگردی اور شدت پسندی کا مظاہرہ کر رہی ہیں، اسلام کے نام پر جو قتل و غارت گری کر رہی ہیں اس سے مذہب مخالف یا مذہب سے لاتعلق یا اسلام مخالف طبقے کے خیالات کو مزید تقویت مل رہی ہے کہ مذہب ہی دنیا کے فساد کی جڑ ہے اور مذاہب میں اسلام اس فتنہ وفساد میں نعوذ باللہ خدانخواستہ اوّل نمبر پر ہے۔ دوسرے مذاہب میں عیسائیت ہے جس کے ماننے والوں کی تعداد اعداد وشمار کے لحاظ سے تو سب سے زیادہ بتائی جاتی ہے لیکن عملاً عیسائیت سے تعلق رکھنے والے یا منسوب ہونے والے جو ہیں ان کی اکثریت دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں اسّی فیصد کے قریب عیسائیت سے لاتعلق ہے۔ صرف نام کے عیسائی ہیں یا مذہب سے انکاری ہیں۔ تو بہرحال یہ ایک المیہ ہے کہ ان نام نہاد مسلمان گروہوں کے عمل سے اسلام کے خلاف لوگوں کو، اسلام مخالف طاقتوں کو انگلی اٹھانے کا موقع مل رہا ہے۔ لیکن شدت پسند لوگوں کا یہ عمل بہرحال اس بات کا ثبوت نہیں بن جاتا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی وجہ سے دنیا کا امن وسکون برباد ہو رہا ہے۔

مَیں نے گزشتہ سال بھی یہ بات بیان کی تھی کہ دین اور مذہب میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اور امن وسکون بھی برباد ہوتا ہے۔ مذہب کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ گویا دوسرے لفظوں میں انسان کے اپنے اختراع کردہ اصولوں اور دین سے دور جانے کی وجہ سے، خودساختہ تفسیروں اور تشریحات سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اور بظاہر دین اور مذہب فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور یہ حالات بعض دفعہ پیدا بھی ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ نہیں بلکہ ہر زمانے میں پیدا ہوتے ہیں تبھی اللہ تعالیٰ انبیاء بھی بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے لئے اپنے فرستادے بھیجتا ہے جو دنیا کی اصلاح کرتے ہیں۔ بیشک ہم مسلمان یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری شرعی نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں اور آپ خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم آخری شرعی کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور اس کی تعلیم اپنے کمال کو پہنچی ہوئی تعلیم ہے اور آئندہ قیامت تک کے مسائل اور معاملات اور علم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کو سمجھنے کے لئے اور اس کی تشریح اور تفسیر اور وضاحت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس شخص کو بھیجا ہے جس نے دین کی تجدید کرنی تھی۔ جس نے قرآن کریم کی تفسیر وتشریح میں غلط باتوں کو شامل ہو جانے کی درستی کرنی تھی۔ قرآن کریم نے ایسے حالات کا جب دنیا میں ہر جگہ فتنہ وفساد پیدا ہو جاتا ہے یوں نقشہ کھینچا ہے۔ فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا۔ یہ فساد کا برپا ہونا اور نمایاں ہونا اور خدا تعالیٰ کو بھلا دینا اور شرک میں مبتلا ہونا، ان لوگوں کا بھی مبتلا ہونا جو توحید کا اقرار بھی کرنے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو وہ لوگ تھے جو ظاہری مشرک بھی تھے اور وہ زمانہ فساد کے حساب سے عروج پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن کریم جیسی کامل اور مکمل کتاب اتاری جس نے اس فساد کو دور کیا۔ مخلوق کو اپنے خالق کے قدموں میں لا کر ڈالا اور وہ لوگ پیدا کئے جنہوں نے امن کے قائم کرنے اور سلامتی پھیلانے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے نمونے قائم کئے۔ لیکن پھر اگلی نسلیں دین پر عمل کو بھول گئیں۔ تب جیسا کہ مَیں نے کہا اِس زمانے میں بھی خشکی اور تری کے فساد کو دور کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں کے دلوں کو پاک کرنے کے لئے، غیروں کو بھی توحید اور خدا تعالیٰ کے وجود کے راستے دکھانے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے مہدی معہود اور مسیح موعود کو بھیجا جنہوں نے فرمایا کہ میں روحانی پانی ہوں جس کو استعمال کرو گے تو روحانیت میں ترقی کرو گے۔ امن اور سلامتی اور روحانی زندگی اب اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ اس حقیقی تعلیم پر عمل کرنے سے وابستہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو حقیقی رنگ میں سمجھایا اور انہوں نے ہمیں آ کر بتایا۔ اس حقیقی اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے، جو ہر زمانے کے لئے زندہ تعلیم ہے، جس کی خوبصورتی اور نکھار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے علم اور رہنمائی پا کر بیان کر رہا ہوں۔

پس ہم احمدی تو وہ ہیں جنہوں نے اس آواز کو سنا اور آپ کے علم کلام اور علم قرآن سے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب کو سمجھا جو انسانیت کی روحانی اور جسمانی بقا اور امن وسلامتی اور محبت و بھائی چارے اور عدل وانصاف کی ضامن ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا گزشتہ سال میں نے عدل و احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کے مضمون کو عمومی طور پر بیان کیا تھا اور اس ضمن میں اسلامی تعلیم کی چند باتیں بتائی تھیں۔ آج میں اسلامی تعلیم کے بارے میں کچھ اور باتیں بیان کروں گا کہ اسلام ہر طبقے اور ہر سطح پر امن وسلامتی، عدل اور انصاف اور محبت اور پیار اور حقوق کی ادائیگی کو کس طرح دیکھتا ہے اور ان کے قائم کرنے کے لئے کیا حکم دیتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق عدل اس وقت قائم ہوتا ہے جب کامل انصاف ہو اور پھر امن وسلامتی اور معاشرے کے حقوق صرف عدل سے ہی قائم نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کا سلوک بھی کرو۔ انصاف سے بڑھ کر حسن سلوک کرو اور پھر حسن سلوک اور احسان کو صرف عارضی طور پر ہی قائم نہ کرو بلکہ ایتائ ذی القربیٰ کے معیار قائم کرو۔ یہ وہ معیار ہے جہاں حقوق العباد کی ادائیگی کی معراج انسانوں کے معاملات میں قائم ہوتی ہے۔ ایتائ ذی القربیٰ یہ ہے کہ قریبی رشتہ داروں جیسا سلوک لوگوں سے رکھنا۔ پس جب یہ جذبات اور احساسات ہیں انسانیت کے لئے جو کسی کے دل میں جب قائم ہو جائیں تو کیا اس سے یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ دنیا کے امن وسکون کو برباد کرنے اور نفرتیں پھیلانے اور فتنہ و فساد کرنے کے عمل اس سے سرزد ہوں گے۔ یقیناً اس کا جواب یہی ہے کہ نہیں۔

اس کے بارے میں اسلام کی تعلیم کیا ہے کہ جس سے معاشرے کے ہر طبقہ میں امن وسکون پیدا ہو اور اس کو کس طرح پیدا کرنا ہے۔ معاشرے میں امن وسکون بھی پیدا ہو اور عدل وانصاف بھی قائم ہو جس سے احسان کے معیار بھی بلند ہوں۔ جس سے بے غرض تعلق کے معیاروں کا پتا چلے جس کا حصول گھر سے شروع ہوتا ہے اور معاشرے کی ہر سطح سے گزرتے ہوئے بین الاقوامی تعلقات پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اس کو ہم قرآن کریم کی تعلیم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ انسان پر خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ حق اس کے والدین کا ہے جو اس کی پرورش میں حصہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بارے میں قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل: 24-25) اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کر دیا

باقی صفحہ نمبر9پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دین اور مذہب ان کی آزادی کو سلب کرتا ہے اور ان پر پابندیاں لگاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ یہ دین یعنی دین اسلام جو تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے اس میں کوئی بھی ایسا حکم نہیں جو تمہیں مشکل میں ڈالے بلکہ چھوٹے سے چھوٹے حکم سے لے کر بڑے سے بڑے حکم تک ہر حکم رحمت اور برکت کا باعث ہے۔

بعض باتیں بظاہر چھوٹی لگتی ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ان کے نتائج انتہائی بھیانک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پس ایک مومن کو کبھی بھی کسی بھی حکم کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔

اگر ہم نے دین پر قائم رہنا ہے تو پھر ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر ہم نے یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور دین پر قائم ہیں تو پھر پابندی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر، ان کے حکموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ پس حیادار لباس اور پردہ ہمارے ایمان کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔

ہر احمدی لڑکی لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حیا کے لئے حیادار لباس ضروری ہے اور پردہ کا اس وقت رائج طریق حیادار لباس کا ہی ایک حصہ ہے۔

اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے زور لگا رہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندر سے ختم کیا جائے۔ یہ لوگ اس کوشش میں ہیں کہ مذہب کو آزادی اظہار اور آزادی ضمیر کے نام پر ایسے طریقے سے ختم کیا جائے کہ ان پر کوئی الزام نہ آئے کہ دیکھو ہم زبردستی مذہب کو ختم کر رہے ہیں اور یہ ہمدرد سمجھے جائیں۔

اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد ہے اور اس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی پڑے گی اور تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں گی۔ ہم نے لڑائی نہیں کرنی لیکن حکمت سے ان لوگوں سے معاملہ کرنا ہے اگر آج ہم ان کی ایک بات مانیں گے جس کا تعلق ہماری مذہبی تعلیم سے ہے تو پھر آہستہ آہستہ ہماری بہت سی باتوں پر، بہت ساری تعلیمات پر پابندیاں لگتی چلی جائیں گی۔ ہمیں دعاؤں پر بھی زور دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان شیطانی چالوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور توفیق بھی دے اور ہماری مدد بھی فرمائے۔ اگر ہم سچائی پر قائم ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ایک دن ہماری کامیابی بھی یقینی ہے۔ پس دعاؤں کے ساتھ ہم نے دنیا کو قائل کرنا ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم احمدیوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ زمانہ بہت خطرناک زمانہ ہے۔ شیطان ہر طرف سے پُر زور حملے کر رہا ہے۔ اگر مسلمانوں اور خاص طور پر احمدی مسلمانوں، مَردوں اور عورتوں، نوجوانوں سب نے مذہبی اقدار کو قائم رکھنے کی کوشش نہ کی تو پھر ہمارے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔

اسلام کی ترقی کے لئے ہر وہ چیز ضروری ہے جس کا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ پردہ کی سختیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں۔ اسلام کی پابندیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ مَردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مَردوں کو حیا اور پردے کا طریق بتایا تھا۔

اگر عورتوں کو مَردوں کے ساتھ سوئمنگ کی اجازت نہیں ہے تو مَردوں کو بھی نہیں ہے کہ عورتوں میں جا کر سوئمنگ کریں۔ پس یہ پابندیاں صرف عورت کے لئے نہیں بلکہ مَرد کے لئے بھی ہیں۔ مَردوں کو اپنی نظریں عورتوں کو دیکھ کر نیچے کرنے کا حکم دے کر عورت کی عزت قائم کی گئی ہے۔ پس اسلام کا ہر حکم حکمت سے پُر ہے اور برائیوں کے امکانات کو دُور کرتا ہے۔

مَیں مربیان اور ان کی بیویوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اپنے لباس اور اپنی نظروں میں بہت زیادہ احتیاط کریں۔ ان کے نمونے جماعت دیکھتی ہے۔ مربی اور مبلغ کی بیوی بھی مربی ہوتی ہے اور اس کو اپنی ہر معاملے میں اعلیٰ مثال قائم کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے مرد بھی اور ہماری عورتیں بھی حیا کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کرنے والے ہوں اور ہم سب اسلامی احکامات کی ہر طرح پابندی کرنے والے ہوں۔

[پردہ سے متعلق قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کا تذکرہ اور بے پردگی کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے احمدی مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ادا کرنے کی تاکید]

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13 جنوری 2017ء بمطابق 13 صلح 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دین اور مذہب ان کی آزادی کو سلب کرتا ہے اور ان پر پابندیاں لگاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج:79) یعنی دین کی تعلیم میں تم پر کوئی بھی تنگی کا پہلو نہیں ڈالا گیا بلکہ شریعت کی غرض تو انسان کے بوجھوں کو کم کرنا اور صرف یہی نہیں بلکہ اسے ہر قسم کے مصائب اور خطرات سے بچانا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ دین یعنی دین اسلام جو تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے اس میں کوئی بھی ایسا حکم نہیں جو تمہیں مشکل میں ڈالے بلکہ چھوٹے سے چھوٹے حکم سے لے کر بڑے سے بڑے حکم تک ہر حکم رحمت اور برکت کا باعث ہے۔ پس انسان کی سوچ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو کر ہم اس کے حکموں پر نہیں چلیں گے تو اپنا نقصان کریں گے۔ اگر انسان عقل نہیں کرے گا تو شیطان جس

نے روز اول سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں انسانوں کو گمراہ کر کے نقصان پہنچاؤں گا وہ انسان کو تباہی کے گڑھے میں گرائے گا۔ پس اگر اس کے حملے سے بچنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننا ضروری ہے۔ بعض باتیں بظاہر چھوٹی لگتی ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ان کے نتائج انتہائی بھیانک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پس ایک مومن کو کبھی بھی کسی بھی حکم کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی اکثریت دین سے دور ہٹ گئی ہے اس لئے ان کے برائی اور اچھائی کے معیار بھی بدلتے جا رہے ہیں۔ مثلاً اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی اور فیشن کے نام پر عورتوں مردوں میں ننگ عام ہو رہا ہے۔ ترقی یافتہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ کھلے عام بے حیائی کی جائے۔ حیا نام کی کوئی چیز نہیں رہی اور ظاہر ہے اس کا اثر پھر ہمارے بچوں اور بچیوں پر بھی ہو گا جو یہاں رہتے ہیں اور کچھ حد تک ہو بھی رہا ہے۔

بعض بچیاں جب جوانی میں قدم رکھنے لگتی ہیں تو مجھے لکھتی ہیں کہ اسلام میں پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم تنگ جین اور بلاؤز پہن کر بغیر برقع کے یا کوٹ کے گھر سے باہر نہیں جا سکتیں؟ کیوں ہم یہاں یورپ کی آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن سکتیں؟

پہلی بات تو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ہم نے دین پر قائم رہنا ہے تو پھر ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا۔ اگر ہم نے یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور دین پر قائم ہیں تو پھر پابندی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر، ان کے حکموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب امور الایمان حدیث 9)

پس حیادار لباس اور پردہ ہمارے ایمان کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔ اگر ترقی یافتہ ملک آزادی اور ترقی کے نام پر اپنی حیا کو ختم کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین سے بھی دُور ہٹ چکے ہیں۔ پس ایک احمدی بچی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے اس نے یہ عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ ایک احمدی بچے نے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے، ایک احمدی شخص نے، مرد نے، عورت نے مانا ہے، اس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اور یہ مقدم رکھنا اُسی وقت ہو گا جب دین کی تعلیم کے مطابق عمل کریں گے۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ہر بات کھول کھول کر بیان فرما دی ہے۔ چنانچہ اس بے پردگی اور بے حیائی کے بارے میں آپ ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہو گا۔ مَردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے، نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مَردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جاوے اور مَردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اُس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں کہ آیا مَردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے“۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 135-134۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آجکل کے معاشرے میں جو برائیاں ہمیں نظر آ رہی ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ایک لفظ کی تصدیق کرتی ہیں۔ پس ہر احمدی لڑکی لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔

پھر اسی طرح ایک بچی نے پچھلے دنوں مجھے خط لکھا کہ میں بہت پڑھ لکھ گئی ہوں اور مجھے بینک میں اچھا کام ملنے کی امید ہے۔ مَیں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر وہاں حجاب لینے اور پردہ کرنے پر پابندی ہو، کوٹ بھی نہ پہن سکتی ہوں تو کیا مَیں یہ کام کر سکتی ہوں؟ کام سے باہر نکلوں گی تو حجاب لے لوں گی۔ کہتی ہے کہ مَیں نے سنا تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ کام والی لڑکیاں اپنے کام کی جگہ پر اپنا برقع، حجاب اتار کر کام کر سکتی ہیں۔ اس بچی میں کم از کم اتنی سعادت ہے کہ اس نے پھر ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ آپ منع کریں گے تو کام نہیں کروں گی۔ یہ اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ ایک نہیں کئی لڑکیوں کے سوال ہیں، تو پہلی بات یہ ہے کہ مَیں نے اگر کہا تھا تو ڈاکٹرز کو بعض حالات میں مجبوری ہوتی ہے۔ وہاں روایتی برقع یا حجاب پہن کر کام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً آپریشن کرتے ہوئے۔ ان کا لباس وہاں ایسا ہوتا ہے کہ سر پر بھی ٹوپی ہوتی ہے، ماسک بھی ہوتا ہے، ڈھیلا ڈھالا لباس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تو ڈاکٹر بھی پردے میں کام کر سکتی ہیں۔ ربوہ میں ہماری ڈاکٹرز تھیں۔ ڈاکٹر فہمیدہ کو ہمیشہ ہم نے پردہ میں دیکھا ہے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں تھیں بڑا پکا پردہ کرتی تھیں۔ یہاں سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی اور ہر سال اپنی قابلیت کو نئی ریسرچ کے مطابق ڈھالنے کے لئے، اس کے مطابق کرنے کے لئے یہاں لندن بھی آتی تھیں لیکن ہمیشہ پردہ میں رہیں بلکہ وہ پردہ کی ضرورت سے زیادہ پابند تھیں۔ ان پر یہاں کے کسی شخص نے اعتراض کیا، نہ کام پر اعتراض ہوا، نہ ان کی پیشہ ورانہ مہارت میں اس سے کوئی اثر پڑا۔ آپریشن بھی انہوں نے بہت بڑے بڑے کئے تو اگر نیّت ہو تو دین کی تعلیم پر چلنے کے راستے نکل آتے ہیں۔

اسی طرح مَیں نے ریسرچ کرنے والیوں کو کہا تھا کہ کوئی بچی اگر اتنی لائق ہے کہ ریسرچ کر رہی ہے اور وہاں لیبارٹری میں ان کا خاص لباس پہننا پڑتا ہے تو وہ وہاں اس ماحول کا لباس پہن سکتی ہیں بیشک حجاب نہ لیں۔ وہاں بھی انہوں نے ٹوپی وغیرہ پہنی ہوتی ہے لیکن باہر نکلتے ہی وہ پردہ ہونا چاہئے جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ بینک کی نوکری کوئی ایسی نوکری نہیں ہے کہ جس سے انسانیت کی خدمت ہو رہی ہو۔ اس لئے عام نوکریوں کے لئے حجاب اتارنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جبکہ نوکری بھی ایسی جس میں لڑکی روزمرّہ کے لباس اور میک اَپ میں ہو، کوئی خاص لباس وہاں نہیں پہنا جانا۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حیا کے لئے حیادار لباس ضروری ہے اور پردہ کا اس وقت رائج طریق حیادار لباس کا ہی ایک حصہ ہے۔ اگر پردہ میں نرمی کریں گے تو پھر اپنے حیادار لباس میں بھی کئی عذر کر کے تبدیلیاں پیدا کر لیں گی اور پھر اس معاشرے میں رنگین ہو جائیں گی جہاں پہلے ہی بے حیائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا تو پہلے ہی اس بات کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ کس طرح وہ لوگ جو اپنے مذہب کی تعلیمات پر چلنے والے ہیں اور خاص طور پر مسلمان ہیں انہیں کس طرح مذہب سے دُور کیا جائے۔ سوئٹزرلینڈ میں ایک لڑکی نے مقدمہ کیا کہ مَیں لڑکوں کے ساتھ سوئمنگ کرنے میں حجاب محسوس کرتی ہوں مجھے سکول پابند کرتا ہے کہ مکس سوئمنگ ہو گی۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے کہ علیحدہ لڑکیوں کے ساتھ مَیں سوئمنگ کروں۔ ہیومن رائٹس والے جو انسانی حقوق کے بڑے علمبردار بنے پھرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے تم یہ چاہتی ہو کہ علیحدہ کرو، یہ تمہارا ذاتی حق تو ہے لیکن یہ کوئی ایسا بڑا ایشو نہیں ہے جس کے لئے تمہارے حق میں فیصلہ دیا جائے۔ جہاں اسلام کی تعلیم اور عورت کی حیا کا معاملہ آیا تو وہاں انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی بہانے بنانے لگ جاتی ہیں۔ پس ایسے حالات میں احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر زیادہ محتاط ہونا چاہئے۔ اگر سکولوں میں چھوٹے بچوں کے لئے بعض ملکوں میں سوئمنگ لازمی ہے تو پھر چھوٹے بچے بچیاں پورا لباس پہن کر یعنی جو سوئمنگ کا لباس پورا ہوتا ہے جسے آجکل برقینی (Burkini) کہتے ہیں وہ پہن کر سوئمنگ کریں۔ تا کہ ان کو احساس پیدا ہو کہ ہم نے بھی حیادار لباس رکھنا ہے۔ ماں باپ بھی بچوں کو سمجھائیں کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی علیحدہ سوئمنگ ہونی چاہئے۔ اس کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے۔

اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے زور لگا رہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندر سے ختم کیا جائے۔ یہ لوگ اس کوشش میں ہیں کہ مذہب کو آزادیٔ اظہار اور آزادیٔ ضمیر کے نام پر ایسے طریقے سے ختم کیا جائے کہ ان پر کوئی الزام نہ آئے کہ دیکھو ہم زبردستی مذہب کو ختم کر رہے ہیں اور یہ ہمدرد سمجھے جائیں۔ شیطان کی طرح میٹھے انداز میں مذہب پر حملے ہوں۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد ہے اور اس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی پڑے گی اور تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں گی۔ ہم نے لڑائی نہیں کرنی لیکن حکمت سے ان لوگوں سے معاملہ بھی کرنا ہے۔ اگر آج ہم ان کی ایک بات مانیں گے جس کا تعلق ہماری مذہبی تعلیم سے ہے تو پھر آہستہ آہستہ ہماری بہت سی باتوں پر، بہت ساری تعلیمات پر پابندیاں لگتی چلی جائیں گی۔ ہمیں دعاؤں پر بھی زور دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان شیطانی چالوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور توفیق بھی دے اور ہماری مدد بھی فرمائے۔ اگر ہم سچائی پر قائم ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ایک دن ہماری کامیابی بھی یقینی ہے۔ اسلام کی تعلیمات نے ہی دنیا پر غالب آنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور

گند گناہوں سے ملوّث ہے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کرسکتا اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے نہ خوف کھائے اور نہ کسی کی پرواہ کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی موردِ عذاب ہو جاوے۔ مگر یہ سب کچھ بھی تائیدِ غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہوسکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل بھی شامل حال نہ ہو۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (النساء:29)۔ انسان ناتواں ہے۔ غلطیوں سے پُر ہے۔ مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنا دے‘‘۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 252۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس دعاؤں کے ساتھ ہم نے دنیا کو قائل کرنا ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دوسرے مذاہب ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں۔ اپنے اپنے وقت پر آئے اور اپنے زمانے کی تربیتی ضروریات پوری کیں اور ختم ہو گئے۔ تبھی تو ان کی مذہبی کتابوں میں بھی بے شمار کانٹ چھانٹ ہو چکی ہے اور تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ لیکن ان میں اسلام ہے جو اَب تک محفوظ ہے اور اسلام ہمیشہ رہنے کے لئے ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بغیر کسی احساس کمتری کے اپنی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس پر قائم رہنا چاہئے اور دوسروں کو بھی بتانا چاہئے کہ تم جو باتیں کرتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہیں اور تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں۔

اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں جو انسان کو غلط قسم کی پابندیوں میں جکڑ دیتا ہے بلکہ حسب ضرورت اس میں اپنی تعلیمات میں نرمی کے پہلو بھی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ بعض مریض ایسے ہیں کہ مرد ڈاکٹر کو دکھانا ہوتا ہے تو ڈاکٹر وغیرہ کے لئے، مریض کے لئے، پردہ کی کوئی سختی نہیں ہے۔ انسانی جان کو بچانا اور انسانی جان کو تکلیف سے نکالنا اصل مقصد ہے، پہلا مقصد ہے تبھی تو اضطرار اور مجبوری کی حالت میں مُردار اور سؤر کے گوشت کھانے کی بھی اجازت ہے لیکن صرف زندگی بچانے کی خاطر۔ اسی طرح دوائیوں میں الکحل (alcohol) بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن بہرحال جس طریق پر شیطانی قوتیں ہمیں چلانا چاہتی ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ دین کی حدود ختم کر دی جائیں اور مذہب کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس بات کے خلاف ہم احمدیوں نے ہی جہاد کرنا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی تعلیمات کو ہم ہر چیز پر اہمیت دیں گے اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں گے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہماری کامیابیاں ہوں۔

مسیح موعودؑ کے زمانے میں تلوار کا جہاد نہیں ہے بلکہ نفس کی اصلاح کا جہاد ہے۔ ان ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والے مسلمان اور خاص طور پر دنیا میں رہنے والے احمدی مسلمان ہی اس کے لئے میرے مخاطب ہیں۔ ان کو ملک سے وفا اور ملک کی خاطر قربانی اور ملک کی کسی بھی شکل میں ترقی کے لئے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جب یہ ہو گا تو شیطانی قوتوں کے منہ بند ہو جائیں گے کہ یہ مسلمان وہ ہیں جو ملک و قوم کی بہتری کے حقیقی معیاروں کی طرف لے جانے والے ہیں نہ کہ ملک کے خلاف کچھ کرنے والے۔ ہم نے ان لوگوں کو اور حکومتوں کو باور کرانا ہے کہ اگر ہم اپنی مذہبی تعلیم کی وجہ سے اپنے آپ کو کسی چیز کے پابند کرتے ہیں یا کسی چیز سے پابند کرتے ہیں اور اپنے اوپر پابندی لگاتے ہیں تو حکومتوں یا عدالتوں کا کوئی کام نہیں کہ دخل اندازی کریں۔ اس سے بےچینیاں پیدا ہوں گی۔ مقامی لوگوں میں اور مہاجرین میں دُوریاں پیدا ہوں گی۔ گو کہ جن کو یہ مہاجر کہتے ہیں ان کو بھی ان ملکوں میں آئے بعضوں کو تو دوسری تیسری نسل ہے۔ ہاں اگر ملک کو کوئی نقصان پہنچا رہا ہے، ملک سے کوئی بے وفائی کر رہا ہے، ملک میں جھوٹ اور نفرتیں پھیلا رہا ہے تو پھر حکومتوں کو بھی حق ہے کہ پکڑیں اور سزائیں بھی دیں۔ لیکن یہ کوئی حق نہیں کہ کسی مذہبی تعلیم پر عمل کرنے سے روک کر کہیں کہ اگر تم یہ کرو گے تو اس کا مطلب ہے کہ ملک کے ماحول میں تم جذب نہیں ہو رہے۔

ہم احمدیوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ زمانہ بہت خطرناک زمانہ ہے۔ شیطان ہر طرف سے پُرزور حملے کر رہا ہے۔ اگر مسلمانوں اور خاص طور پر احمدی مسلمانوں، مَردوں اور عورتوں، نوجوانوں سب نے مذہبی اقدار کو قائم رکھنے کی کوشش نہ کی تو پھر ہمارے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہم دوسروں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہوں گے کہ ہم نے حق کو سمجھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا اور ہم نے پھر بھی عمل نہ کیا۔ پس اگر ہم نے اپنے آپ کو ختم ہونے سے بچانا ہے تو پھر ہر اسلامی تعلیم کے ساتھ پُراعتماد ہو کر دنیا میں رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ترقی یافتہ ملکوں کی یہ ترقی ہماری ترقی اور زندگی کی ضمانت ہے اور اس کے ساتھ چلنے میں ہی ہماری بقا ہے۔ ان ترقی یافتہ قوموں کی ترقی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اب جوان کی اخلاقی حالت ہے اخلاق باختہ حرکتیں ہیں۔ یہ چیزیں انہیں زوال کی طرف لے جا رہی ہیں اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو یہ آوازیں دے رہے ہیں اور اپنی تباہی کو بلا رہے ہیں۔ پس ایسے میں انسانی ہمدردی کے تحت ہم نے ہی ان کو صحیح راستہ دکھا کر بچانے کی کوشش کرنی ہے بجائے اس کے کہ ان کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اگر ان لوگوں کی اصلاح نہ ہوئی جو ان کے تکبر اور دین سے دوری کی وجہ سے بظاہر بہت مشکل نظر آتی ہے تو پھر آئندہ دنیا کی ترقی میں وہ قومیں اپنا کردار ادا کریں گی جو اخلاقی اور مذہبی قدروں کو قائم رکھنے والی ہوں گی۔

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں خاص طور پر نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا سے متأثر ہو کر اس کے پیچھے چلنے کی بجائے دنیا کو اپنے پیچھے چلانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ پردہ اور لباس کے حوالے سے مَیں نے بات شروع کی تھی اس حوالے سے یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں اور افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے صرف پردہ ہی ضروری چیز ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ تعلیم اب فرسودہ ہو چکی ہے اور اگر ہم نے دنیا کا مقابلہ کرنا ہے تو ان باتوں کو چھوڑنا ہو گا (نعوذ باللہ)۔ لیکن ایسے لوگوں پر واضح ہو کہ اگر دنیا داروں کے پیچھے چلتے رہے اور ان کی طرح زندگی گزارتے رہے تو پھر دنیا کے مقابلے کی بجائے خود دنیا میں ڈوب جائیں گے۔ نمازیں بھی آہستہ آہستہ ظاہری حالت میں ہی رہ جائیں گی یا اور کوئی نیکیاں ہیں یا دین پر عمل ہیں تو وہ بھی ظاہری شکل میں رہ جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

پس اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ اسلام کی ترقی کے لئے ہر وہ چیز ضروری ہے جس کا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ پردہ کی سختیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں۔ اسلام کی پابندیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ مَردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مَردوں کو حیا اور پردے کا طریق بتایا تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ۔ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۔ (النور: 31) مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غضّ بصر سے کام لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ کیونکہ یہ بات پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔ اگر پاکیزگی نہیں تو خدا نہیں ملتا۔ پس عورتوں کے پردہ سے پہلے مَردوں کو کہہ دیا کہ ہر ایسی چیز سے بچو جس سے تمہارے جذبات بھڑک سکتے ہوں۔ عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا، ان میں مِکس اَپ (mix up) ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بُک (facebook) پر یا کسی اور ذریعہ سے چَیٹ (chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں کئی جگہ بڑی کھل کر نصیحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کھلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہم کو ہمارے ہر یک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدودِ معیّنہ مشخّصہ پر قائم کیا اور ادبِ انسانیت اور پاک رَوِشی کا طریقہ سکھلایا۔ وہی ہے جس نے آنکھ اور کان اور زبان وغیرہ اعضاء کی محافظت کے لئے بکمال تاکید فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ۔ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ۔...... یعنی مومنوں کو چاہئے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں اور ہر یک نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہ طریقہ ان کی اندرونی پاکی کا موجب ہو گا۔ یعنی ان کے دل طرح طرح کے جذبات نفسانیہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قوائے بہیمیہ کو فتنہ میں ڈالنے والے یہی اعضاء ہیں۔ اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرموں سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی اور کیسے کھول کر بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو ضبط میں رکھیں اور ناپاکی کے مواضع سے روکتے رہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 209 حاشیہ)

پھر غضِّ بصر کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غَضِّ بصر کہتے ہیں‘‘۔ یعنی آدھی کھلی آنکھوں سے جو چیزیں دیکھنے والی نہیں ہیں ان کو صرف دیکھنا اور نظر بچا لینا اور دوسری جو جائز چیزیں ہیں ان کو کھول کر آنکھیں دیکھنا اس کو عربی میں غض بصر کہتے ہیں۔ ’’اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدّنی زندگی میں غَضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خُلق کے رنگ میں آ جائے گی اور اس کی تمدّنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خُلق ہے جس کو اِحصان اور عفّت

کہتے ہیں''۔(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 344)

پھر ایک جگہ آپ نے مزید کھول کر بیان فرمایا کہ:

''مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم اور محلِ شہوت کے دیکھنے سے اپنی آنکھیں اس قدر بند رکھیں کہ پوری صفائی سے چہرہ نظر نہ آسکے اور نہ چہرہ پر کشادہ اور بے روک نظر پڑ سکے اور اس بات کے پابند رہیں کہ ہرگز آنکھ کو پورے طور پر کھول کر نہ دیکھیں۔ نہ شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت سے۔ کیونکہ ایسا کرنا آخر ٹھوکر کا باعث ہے یعنی بے قیدی کی نظر سے نہایت پاک حالت محفوظ نہیں رہ سکتی اور آخر ابتلا پیش آتا ہے اور دِل پاک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو اور وہ مقام اَزْکٰی جس پر طالب حق کے لئے قدم مارنا مناسب ہے، حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور اِس آیت میں یہ بھی تعلیم ہے کہ بدن کے ان تمام سوراخوں کو محفوظ رکھیں جن کی راہ سے بدی داخل ہوسکتی ہے۔ سوراخ کے لفظ میں جو آیت ممدوح میں مذکور ہے آلاتِ شہوت اور کان اور ناک اور مُنہ سب داخل ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ تمام تعلیم کس شان اور پایہ کی ہے جو کسی پہلو پر نامعقول طور پر افراط یا تفریط سے زور نہیں ڈالا گیا اور حکیمانہ اعتدال سے کام لیا گیا ہے۔ اور اس آیت کا پڑھنے والا فی الفور معلوم کرلے گا کہ اس حکم سے جو کھلے کھلے نظر ڈالنے کی عادت نہ ڈالو یہ مطلب ہے کہ تا لوگ کسی وقت فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں اور دونوں طرف مرد اور عورت میں سے کوئی فریق ٹھوکر نہ کھاوے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 165-164)

پس یہ ہے اسلام کی تعلیم مَردوں کے لئے کہ انہیں پہلے ہر طرح پابند کیا گیا ہے۔ پھر عورتوں کو حکم دیا ہے کہ ان احتیاطوں کے بعد بھی تم نے بھی اپنے پردہ کا خیال رکھنا ہے۔ اور ان ملکوں میں جہاں بالکل ہی بے حیائی ہے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پردے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے حجابی اور دوستیاں بہت سی قباحتیں پیدا کر رہی ہیں ان سے بچنے کی ہمیں بہت کوشش کرنی چاہئے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اگر عورتوں کو مَردوں کے ساتھ سوئمنگ کی اجازت نہیں ہے تو مَردوں کو بھی نہیں ہے کہ عورتوں میں جاکر سوئمنگ کریں۔

پس یہ پابندیاں صرف عورت کے لئے نہیں بلکہ مَرد کے لئے بھی ہیں۔ مَردوں کو اپنی نظریں عورتوں کو دیکھ کر نیچے کرنے کا حکم دے کر عورت کی عزت قائم کی گئی ہے۔ پس اسلام کا ہر حکم حکمت سے پُر ہے اور برائیوں کے امکانات کو دُور کرتا ہے۔

جرمنی میں گزشتہ جلسہ سالانہ پر مَیں نے عورتوں میں عورتوں اور مردوں کے فرق اور ان کے فرائض اور ان کے کام یعنی ہر ایک کے جو مختلف کام ہیں نیز عورتوں کے حقوق کی بات کی تو ایک جرمن خاتون آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس دوران پوری تقریر سنی تو کہنے لگیں کہ پہلے مَیں سمجھتی تھی کہ اسلام عورتوں کے حقوق غصب کرتا ہے لیکن آج آپ کی باتیں سن کر مجھے پتا چلا کہ اسلام عورتوں کے حقوق اور اس کی عزت اور اس کا احترام زیادہ باریکی میں جاکر بیان کرتا ہے اور قائم کرتا ہے۔ پس کسی احمدی لڑکی یا عورت کو یا کسی لڑکے کو کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی ہے جس نے دنیا کو پُرامن اور اللہ تعالیٰ کی طرف لانے والا بنانا ہے۔ دنیا کو ایک وقت میں احساس ہوجائے گا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ اسلام کی تعلیم پر ہی غور کریں اور عمل کریں۔ مَردوں کو یہ حکم دینے کے بعد کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھو، عورت کی عزت قائم کرو، پھر عورت کو تفصیل سے حکم دیا کہ تم نے بھی اپنی نظریں نیچی رکھنی ہیں۔ اور پردہ کس طرح کرنا ہے اور کس کس سے کرنا ہے۔ اگر تم ان باتوں پر عمل کرو گی تو کامیاب ہوجاؤ گی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ پردہ اور حیا تمہاری کامیابی کی نشانی ہے۔ تمہاری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔

چنانچہ فرمایا کہ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۔ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۔ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور:32) اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو۔ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مَردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی جنسی حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ لوگوں پر وہ ظاہر کر دیا جائے جو عورتیں عموماً اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

مَردوں کی نظریں بھی اور عورتوں کی نظریں بھی نیچی رکھنے اور پردہ سے ہی عورت کی عزت اور عصمت کی حفاظت ہوگی۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو عزت اور عصمت کی حفاظت کے معیار بدل گئے ہیں۔ نامحرموں کے آپس کے تعلقات اگر لڑکے اور لڑکی کی مرضی سے ہیں تو پھر زنا نہیں کہلاتا۔ یہ اگر مرضی کے خلاف ہیں تو پھر زنا کہلایا جاتا ہے۔ جب ایسی گراوٹیں آجائیں تو ایک مومن کو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے بہت زیادہ دعاؤں اور کوشش کی ضرورت ہے۔

اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ عورت کو حجاب اوڑھا کر، پردہ کا کہہ کر اس کے حقوق سلب کئے گئے ہیں اور اس سے کچے ذہن کی لڑکیاں جو ہیں بعض دفعہ متاثر ہوجاتی ہیں۔ اسلام پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں لیتا۔ گھر کی چاردیواری میں عورت کو بند کرنا اس سے مراد نہیں ہے۔ ہاں حیا کو قائم کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں''(یعنی قید خانہ نہیں ہے)'' بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تأمل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیونکر جذباتِ نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 35-34۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر پردہ کے طریق کے بارے میں آپ نے بتایا کہ کس طرح پردہ ہونا چاہئے؟ فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مَردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردے میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے۔ یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچاسکتی ہے۔''(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 342-341)

یہاں یہ بات بھی واضح کردوں کہ بعض عورتیں یہ بھی سوال اٹھا دیتی ہیں کہ ہم نے میک اپ کیا ہوتا ہے اگر چہرے کو نقاب سے ڈھانک لیں تو ہمارا میک اپ خراب ہوجاتا ہے۔ تو کس طرح پردہ کریں۔ اوّل تو میک اپ نہ کریں تو پھر یہ پردہ، کم از کم پردہ ہے جس کا معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ چہرہ، ہونٹ ننگے ہوسکتے ہیں۔ باقی چہرہ ڈھانکا ہو۔ (ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17 ماہ جنوری 1905ء)۔ اور اگر میک اپ کرنا ہے تو پھر بہرحال ڈھانکنا ہوگا۔ ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر چلتے ہوئے اپنی زینت کو چھپانا ہے یا دنیا کو اپنی خوبصورتی اور اپنا میک اپ دکھانا ہے۔

جن کے سامنے زینت ظاہر کرنے کا حکم ہے وہ قریبی رشتہ دار ہیں، بہن بھائی ہیں، خاوند ہے، باپ ہے، ماں ہے، ان کے بچے ہیں۔ ان کے سامنے بھی صرف یہ ہے کہ ان سے پردہ نہیں ہے۔ میک اپ وغیرہ اگر ہوسکتا ہے تو ان کے سامنے ہوسکتا ہے اس کے علاوہ نہیں۔ زینت ظاہر کرنے کا حکم جن کے سامنے ہے اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دے دی اور وہ تمام رشتے بیان کردیئے ہیں۔ اور یہ زینت بھی وہ ہے جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو یعنی اس قسم کی زینت جیسے شکل ہے، قد کاٹھ وغیرہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے سامنے بھی گھر میں بھی تنگ جین اور بلاؤز پہن کے پھر رہی ہوں یا ننگا لباس ہو۔ یہ پردہ محرم رشتہ داروں کے لئے بھی ہے۔

اسی طرح ایک اور بات مَیں مربیان اور ان کی بیویوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اپنے لباس اور اپنی نظروں میں بہت زیادہ احتیاط کریں۔ ان کے نمونے جماعت دیکھتی ہے۔ مربی اور مبلغ کی بیوی بھی مربی ہوتی ہے اور اس کو اپنی ہر معاملے میں اعلیٰ مثال قائم کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے مرد بھی اور ہماری عورتیں بھی حیا کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کرنے والے ہوں اور اسلامی احکامات کی ہر طرح ہم سب پابندی کرنے والے ہوں۔

☆......☆......☆

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو اور اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو انہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کے پر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

اس قرآنی حکم میں عدل، احسان اور احسان سے بڑھ کر سلوک کا ایک ایسا حکم ہے جو نسلوں تک کے لئے عدل، احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کی ضمانت بنتا چلا جاتا ہے۔

اسلام پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ مذہب کی بنیاد ہی فتنہ و فساد ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے ساتھ تعلق جوڑو، میری عبادت کرو اور اس حق کو ادا کرنے کی معراج بھی تم اس وقت حاصل کرو گے جب حقوق العباد کی طرف توجہ ہوگی اور اس کے لئے قدم بقدم رہنمائی بھی فرمائی۔ اور اس کے لئے ابتدا والدین سے حسن سلوک سے شروع کی۔ والدین سے حسن سلوک کرو گے، ان کا مقام ان کو دو گے، ان کی عزت و احترام کرو گے، ان کے لئے عدل کے معیار تب قائم ہوں گے جب تم اس بات پر قائم ہو گے کہ والدین سے احسان کا سلوک کرنا ہے۔ ان کے بڑھاپے میں ان کا خیال رکھنا ہے۔ ان کی سخت بات سن کر بھی ان سے سختی سے کلام نہیں کرنا۔ پھر فرمایا کہ ان سے سختی سے بات نہ کرکے اور ان کی ڈانٹ سن کر خاموش رہنے سے تم نے ان کا حق ادا نہیں کر دیا۔ یہ تو والدین سے عدل کا ایک بنیادی خُلق ہے۔ اس کے بغیر تو تمہاری انسانیت ہی محلّ نظر ہو جاتی ہے۔ والدین کے احسان کا تو اوّل بدلہ نہیں اتار سکتے اور اگر کوئی چیز والدین سے احسان کا درجہ رکھ سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ان کی تمام ترسختیوں اور ناروا سلوک کے باوجود اس بات پر تم نے عمل کرنا ہے کہ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ ان کو نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھو کہ:

''انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمّات کا متکفل ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 13۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی ماں جب بچے کی خدمت کر رہی ہوتی ہے تو باپ بھی ماں کی اور بچے کی ضروریات کا خیال رکھنے والا ہے۔ اور ماں کو بچے کی خدمت کے لئے آزاد کرتا ہے۔ پس والدین کے اس احسان کو یاد رکھو جو انہوں نے بچے سے فطری محبت کے تحت اس وقت کیا جب بچہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس محبت کو پھر خدا تعالیٰ کے حق اور اس کے احسان کی طرف منسوب کیا ہے کہ ماں باپ کے دل میں یہ محبت خدا تعالیٰ نے ڈالی ہے جو انہوں نے احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کا یہ نمونہ دکھایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت پہلے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی ماں باپ کے دل میں محبت پیدا کر دی۔

پھر والدین کے حق کے بارے میں ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف قول کریم تک ہی محدود نہیں رہنا بلکہ اپنے عملی نمونے خدمت کے دکھانے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ۔ ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پر جھکا۔ ان کی عاجزی سے خدمت کر۔ ان کے بڑھاپے میں ان کو یہ نہ احساس ہونے دے کہ یہ ہم پر بوجھ ہیں۔ پس یہ رحم اور عاجزی سے ان کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا والدین کے ساتھ ایتائ ذی القربیٰ کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے ماں باپ کا احسان اتار ہی نہیں سکتے۔

(صحیح مسلم کتاب العتق باب فضل عتق الوالد۔ حدیث 3690)

پھر والدین کے لئے نیک جذبات اور ان کی خدمات جو انہوں نے بچوں کے لئے کی ہیں ہمیشہ کے لئے یاد رکھنے کے لئے یہ دعا سکھائی کہ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کہ ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے میرے پر رحم کیا۔ اس رحم میں والدین نے پرورش کا حق بھی ادا کیا اور تربیت کا حق بھی ادا کیا۔

آجکل کی دنیا اس حق کو بھلا بیٹھی ہے۔ اس دنیا میں بچے ترقی یافتہ ملکوں میں اپنی مصروفیت کے نام پر ماں باپ کی خدمت کرنے کا تو سوال علیحدہ رہا انہیں روزانہ ملنے کے لئے بھی روادار نہیں ہوتے۔ جتنے یہ لوگ اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہتے ہیں اتنے ہی بنیادی اخلاق و فرائض کی ادائیگی سے دُور چلے گئے ہیں۔ ماں باپ کو بوڑھوں کے ہوسٹلوں میں داخل کروا کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے ماں باپ کی بڑی خدمت کی ہے۔

گزشتہ دنوں جاپان میں خبر تھی کہ ایک سر پھرے نے بوڑھوں کے ہوسٹل پر حملہ کر کے کئی بوڑھوں کو قتل کر دیا۔ وہ اس بات کا نتیجہ تھا کہ بچے خیال نہیں رکھتے۔ اس قاتل نے بعد میں یہ کہا کہ یہ بوڑھے اس حالت میں تھے کہ میں نے بہتر سمجھا کہ ان کی زندگی ختم کر دی جائے۔ گویا کہ بچوں نے عدل سے کام لیتے ہوئے ماں باپ کو بوڑھوں کے گھر میں داخل کروایا اور اس سر پھرے نے اُن پر احسان کرتے ہوئے ان کو جان سے مار دیا۔ یہ ہیں ان کے عدل اور احسان کے نمونے۔ یہ لوگ ہیں جو اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔

والدین سے سلوک کی اسلام میں مثالیں کیا ہیں؟ ماں باپ کے حقوق اسلام کس طرح قائم کرتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کی مجلس میں تین دفعہ یہ الفاظ دہرائے کہ مٹی میں ملے اس کی ناک۔ یعنی رسوا اور ذلیل ہو گیا وہ بدقسمت۔ اور بدبخت ہے وہ شخص۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کون ہے وہ شخص جس کی بات آپ فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا بدقسمت ہے وہ شخص جس نے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب رغم انف من ادرک ابویہ......الخ۔ حدیث 6405)

پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کا حق بیٹے پر یوں فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ میری جائیداد کو اپنے تصرف میں لا رہا ہے۔ میرے باپ کو منع کریں کہ میرے معاملات اور میری جائیداد میں دخل نہ دے۔ باپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ باپ نے عربی کے کچھ شعر پڑھے۔ اس کی آنکھوں میں بڑا دکھ تھا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محسوس کیا۔ ان شعروں کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ بچہ تھا اور اس کی ٹانگوں میں طاقت نہیں تھی کہ یہ چل سکے مَیں نے اسے گودوں میں اٹھایا اور جگہ جگہ لے کر گیا اور پھر جب یہ چھوٹا تھا اور اسے بھوک لگتی تھی اور اس میں اتنی بھی طاقت نہیں تھی کہ پاس پڑے ہوئے دودھ کو اٹھا کر پی لے۔ مَیں اسے دودھ پلایا کرتا تھا۔ باپ کہنے لگا یا رسول اللہ! اس کی کلائیاں کمزور تھیں ان میں اتنی بھی طاقت نہیں تھی کہ اپنا دفاع کر سکیں۔ یہ میری کلائیاں تھیں جنہوں نے اس کا دفاع کیا۔ میں نے اس کو تیراندازی سکھائی۔ اب جب کہ یہ تیراندازی سیکھ چکا ہے میرے پر ہی تیر چلا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کی یہ بات سن کر شدت جذبات سے مغلوب ہو کر بیٹے کے گریبان کو پکڑ کر فرمایا 'جا تُو بھی اور جو کچھ تیرا ہے وہ بھی تیرے باپ کا ہے'۔

(المعجم الأوسط باب المیم من اسمہ محمد جلد 5 صفحہ 57۔ حدیث 6570 دارالفکر 1999ء)

جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ ترقی یافتہ معاشرہ تو ماں باپ کو بوڑھوں کی رہائشگاہوں میں داخل کروا کر دنوں ان کی خبرگیری نہیں کرتے۔ خدمت کا یہ حق تو ادا کیا کرنا ہے خبرگیری ہی نہیں ہوتی اور جوں جوں مادیت پرستی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں یہ احساسات، یہ اپنائیت، یہ خدمت کا جذبہ ان لوگوں میں بھی ختم ہوتا جا رہا ہے جو کچھ نہ کچھ خدمت کیا کرتے تھے جس کے نتیجہ میں صرف غیر ہی نہیں انہیں مار رہے بلکہ یہ بوڑھے لوگ خود اپنی اس حالت کی وجہ سے خودکشیاں بھی کر رہے ہیں۔ یہاں بھی اخباروں میں خبریں آتی ہیں کہ کس طرح بوڑھوں کی رہائشوں میں ان سے سلوک ہوتا ہے اور بعض اس کی وجہ سے خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ بچے تو بے فکر ہوتے ہیں کہ ہم نے اپنے والدین کو بوڑھوں کی رہائش گاہ میں داخل کرا دیا لیکن جن کے سپرد یہ کام ہوتا ہے ان کے بارے میں بھی اخباروں میں آتا ہے کہ وہ بعض دفعہ بوڑھوں کو باندھ کر لٹا دیتے ہیں۔ بعضوں کے منہ تولیا سے باندھ کے بند کر دیتے ہیں کہ یہ ہمیں تنگ کرتے ہیں حالانکہ بوڑھوں کی خدمت کی ہی انہیں تنخواہ مل رہی ہوتی ہے۔ ایسی بھی خبریں ہیں کہ یہ سنبھالنے والے اپنی تفریح کی خاطر فلمیں وغیرہ دیکھنے کے لئے بوڑھوں سے انتہائی ظالمانہ سلوک انہیں چپ کروانے کے لئے کرتے ہیں۔

پس یہ اسلام ہے جو والدین کے حقوق قائم کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حق کے ساتھ والدین کے حق کو جوڑ کر مومنین کو یہ توجہ دلا رہا ہے کہ تم نے اس حسن و احسان کے سلوک سے کبھی غافل نہیں ہونا بلکہ والدین کے مرنے کے بعد بھی ایتائ ذی القربیٰ کے حق کو قائم کرنا ہے۔

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کر سکوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو۔ ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے ہیں انہیں پورا کرو۔ والدین نے وعدے کئے، ان کی زندگی نے ساتھ نہیں دیا، فوت ہو گئے تو تم ان کے وہ وعدے پورے کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی کرو اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آؤ۔

(سنن ابی داؤد کتاب النوم باب فی برالوالدین۔ حدیث 5142)

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ جو انہوں نے وعدے کسی سے کر رکھے ہیں انہیں پورا کرو، اس میں معاشرے کے امن و سکون اور عدل کے قیام کے لئے یہ نکتہ بھی بیان فرمایا کہ والدین کے قرضوں کی ادائیگی اور ان کے وعدوں کو پورا کرنا بھی اولاد کی ذمہ داری ہے۔ وہ لوگ جو باوجود وسعت ہونے کے پھر اس سے انکاری ہو جاتے ہیں انہیں اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

Morden Motor (UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: رپورٹ دورۂ کینیڈا 2016ء

..........................ازصفحہ نمبر20

ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان سب تک آپ کی پہنچ ہوسکتی ہے۔ اِن علاقوں میں آپ کے جو منتظمین ہیں ان سے کہیں کہ ان نومبائعین سے رابطہ رکھیں۔صرف چندہ کی تحریک ہی نہیں بلکہ دینی علم بھی ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ چندہ تو بس اس لئے ہے کہ ان کو پتہ چلے کہ قربانی کرنی ہے اور جماعت کے ساتھ تعلق قائم رکھنا ہے۔ اس کے ساتھ آپ کا ان سے باقاعدہ رابطہ رہے گا۔لیکن تربیت کے پروگرام بھی بنائیں۔

ایڈیشنل قائد مال نے بتایا کہ وہ قائد مال کی مدد کرتے ہیں۔

معاونین صدر نے بتایا کہ صدر صاحب کی طرف سے جو کام سپرد ہو وہ انجام دیتے ہیں۔

ناظم یارک (York) ریجن نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ ریجن میں انصار کی تعداد 330 ہے اور رپورٹس میں کافی کمزوری ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ رپورٹس میں کمزوری ہے تو پھر ناظم ہونے کا کیا فائدہ؟ اگر کوشش کرتے ہیں تو پھر کچھ کام تو ہونا چاہئے۔آپ کی رپورٹس پچاس فیصد سے کم نہیں ہونی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف ناظمین سے ان کے علاقوں، ان کے سپرد مجالس اور ان کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔

عاملہ کے ایک ممبر نے سوال کیا کہ کیا قاضی کے طور پر ایک واقف زندگی یا مربی کا نام پیش ہوسکتا ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ قاضی کے لئے نام پیش ہوسکتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ قاضی کا نام صدر کے لئے پیش نہیں ہوسکتا۔قاضی عاملہ کا ممبر ہوسکتا ہے۔صدر نہیں ہوسکتا۔اگر قواعد میں نہیں لکھا ہوا تو پھر روایت یہی ہے کہ صدر نہیں ہوسکتا۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ ہمیں انصاراللہ کا رسالہ شائع کرنے کے لئے جنرل سیکرٹری کے ساتھ رابطہ کرنا چاہئے یا خود ہی کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انصاراللہ ایک الگ تنظیم ہے۔آپ اپنے معاملات میں آزاد ہیں سوائے اس کے کہ انصاراللہ یہاں پر باقاعدہ رجسٹرڈ نہیں ہے اس لئے ٹیکس وغیرہ کے مسائل آپ کی جماعت کے پاس ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ آپ آزاد ہیں۔کسی کے ذریعہ سے کام نہیں کرنا۔ آپ کا براہ راست میرے ساتھ رابطہ ہونا چاہئے۔لیکن ایک ممبر جماعت ہونے کی حیثیت سے آپ جماعت کے تحت ہیں۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ عمومی طور پر نظر آتا ہے کہ خدّام حضور کے ساتھ کافی کاموں میں نظر آتے ہیں لیکن انصاراللہ پیچھے ہیں۔ جماعتی سسٹم کیا کہتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے پیچھے نہیں کیا۔ خود ہی ہٹے ہیں۔ جماعتی سسٹم دونوں کے لئے برابر ہے۔جن جن ملکوں میں خدام مستعد اور فعّال ہیں وہ براہ راست تعلق رکھتے ہیں اور لندن آتے ہیں اور میٹنگ بھی کرتے ہیں۔

سیکرٹری تعلیم نے عرض کیا کہ حضور انور اگلے سال کے لئے تعلیم کی تھیم (Theme) مقرر کردیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ خود ہی جائزہ لیں کہ کون سے اہم ایشو ہیں اور پھر اس کے مطابق مقرر کرلیں۔الفضل میں جو میرے خطبات میں سے بعض سوالات آتے ہیں ان کو بھی سلیبس میں شامل کردیں۔

☆......**ایک سوال یہ کیا گیا** کہ جو کتابیں ہم نے تقسیم کرنی ہیں۔ اگر یہاں شائع کروائی جائیں تو چالیس فیصد بچت ہوسکتی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تفصیل سے سارا جائزہ لے کر مجھے لکھ کر بھجوادیں۔

☆......**ایک ممبر نے سوال کیا** کہ کیا قدرتی آفات کے لئے، خدمت خلق کے لئے، خود فنڈنگ کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: صدر انصاراللہ کی درخواست آنی چاہئے، امیر جماعت اور سیکرٹری مال اس بات کی گارنٹی دیں اور لکھ کر دیں کہ لازمی چندہ جات پر اس کا اثر نہیں پڑے گا۔ پھر مَیں اس کو منظور کردوں گا۔

اگر فنڈنگ باہر سے کرنی ہو تو اس پر حضور انور نے فرمایا کہ چیریٹی واک کریں گے تو باہر سے فنڈنگ ہوگی۔ یوکے انصاراللہ نے اس طرح ساڑھے تین، چار لاکھ پاؤنڈز جمع کئے ہیں جس میں سے زیادہ سے زیادہ اسّی ہزار احمدیوں کے ہوں گے باقی سب باہر سے جمع ہوئے تھے۔ خدام الاحمدیہ بھی ایسا ہی کرتی ہے۔ اگر آپ یہاں Charities کے ذریعہ قدرتی آفات میں مختلف آرگنائزیشن اور دیگر اداروں کو رقم دیں تو میڈیا کو بھی بلائیں تا کہ عوام کو اس خدمت کا پتہ لگے۔ اِس لئے نہیں کہ ہم احسان کر رہے ہیں بلکہ اس لئے کہ احمدیت کا پیغام پہنچانے اور تبلیغ کے لئے نئے راستے کھلیں۔عوام میں ایک احساس پیدا ہوگا کہ جماعت ضرورتمندوں کی مدد کر رہی ہے۔

☆......**ایک ممبر نے آن لائن سسٹم کے حوالہ سے سوال کیا** کہ بعض دفعہ تجنید یا اس طرح کی دوسری ذاتی تفصیلات چاہئے ہوتی ہیں۔ کیا وہ لے سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ کا سیکیورٹی کے لحاظ سے محفوظ سسٹم ہے تو لے لیں۔ اگر مالی معاملات ہیں تو بعض لوگ نہیں دینا چاہتے۔بعض آپ کے ممبر ایسے ہوں گے جو اصولاً نہیں ہونے چاہئیں لیکن ٹیکس بچانے کی خاطر اپنی انکم نہیں دکھاتے وہ اپنی معلومات نہ دیں۔لیکن جنرل معلومات دینی چاہئے۔بس سسٹم سیکیور ہونا چاہئے۔

☆......**ایک ممبر نے عرض کیا** کہ بعض انصار کو کہا جائے کہ انصار کے کوئی پروگرام یا لوکل اجلاس عام میں شامل ہوں تو کہتے ہیں ہم نے بہت سے جماعتی پروگرام میں حصّہ لے لیا ہے۔ تو اس وجہ سے ہماری حاضری کم ہوجاتی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہر جگہ ہوتا ہے۔ فکر نہ کریں۔ آپ پاکستان میں جب خادم تھے آپ کے اس وقت سال میں چار امتحان ہوتے ہوں گے۔ کیا سب خدام چاروں امتحان دیتے تھے؟ بس یہ تو ہوتا ہے۔ انصار کہتے ہیں کہ ہم نے بہت علم حاصل کرلیا ہے تو اصولاً انہیں نہیں کہنا چاہئے۔ بس آپ صرف توجّہ دلا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ مَیں نے بہت علم حاصل کرلیا ہے غلط ہے، حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے ایک جگہ بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ الفضل میں کیا ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مضمون ہوتے ہیں، کوئی کام کی بات نہیں ہوتی۔ ہمیں اس سے زیادہ علم ہے۔ آپؓ نے فرمایا مَیں روزانہ الفضل پڑھتا ہوں۔ مجھے کوئی نہ کوئی فقرہ یا بعض دفعہ نیا مضمون مل جاتا ہے جو فائدہ مند ہوتا ہے اور نئی چیز ہوتی ہے۔ شاید ان لوگوں کا میرے سے زیادہ علم ہو جو نہیں پڑھنا چاہتے۔ اِس قسم کے لوگوں کا یہی جواب ہے۔ انسان کو علم کا تکبّر ہی مارتا ہے۔ جو متکبّر ہے وہ ڈھیٹ بھی ہوتا ہے۔ جب ڈھیٹ انسان ہوتا ہے تو وہ پبلک میں بِلا وجہ بولے گا اور باقیوں کو بھی خراب کرے گا۔ اس لئے ناظمین اور زعماء کو پہلے ہی دیکھ لینا چاہئے کہ کس طرح کا بندہ ہے اور کس طرح ڈیل کرنا ہے۔

☆......**ایک ممبر نے سوال کیا** ابھی نماز پر حاضری اچھی ہوتی ہے بعد میں اس کو کس طرح قائم رکھیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس دوسو ساٹھ گھر بہت قریب ہیں۔ میرے خیال میں یہاں کی آبادی دو ہزار سے زیادہ ہوگی۔ حاضری تو اچھی ہونی چاہئے۔ انصار کو نمازی بنادیں تو نوجوان خود آئیں گے اور بچے بھی آئیں گے۔ مَیں نے انصار کو توجہ دلائی ہے کہ بچوں کی تربیت بھی کریں۔ بوڑھوں کو تو اپنی عاقبت کی فکر ہونی چاہئے کسی وقت بھی بلاوا آجائے۔ پس توجہ دلانا آپ کا کام ہے وہ آپ کرتے رہیں۔ یہ تو ہر جگہ ہوتا ہے۔ ابھی تو مَیں عارضی طور پر یہاں ہوں۔ اگر مَیں مستقل طور پر یہاں رہوں تو تب بھی حاضری کم ہوجائے۔

مسجد فضل میں بھی مَیں توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کچھ عرصہ بعد ان کی فجر کی حاضری کم ہوجاتی ہے۔ خاص طور پر جب گرمیوں کے دن ہوتے ہیں، جب راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس دفعہ بھی آپ نے دیکھا ہوگا، مارچ و اپریل میں، مَیں نے جو خطبہ دیا تھا اس میں بتایا تھا کہ اب گرمیاں آرہی ہیں تو حاضری فجر کی قائم رکھنی ہے حالانکہ وہاں تو ڈیڑھ دوسو آدمی نماز پڑھ سکتا ہے۔ وہ بھی بعض دفعہ نہیں بھری ہوتی۔ یہ تو اوپر نیچے چلتا رہتا ہے۔ اسی لئے تو اتنی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں۔ اگر لوگ خود ہی یہ سب کرنے لگ جائیں تو پھر آپ نے کیا کرنا ہے۔ پھر نہ ناظم کی، نہ زعیم کی اور نہ قائد کی ضرورت ہے۔

☆......**ایک ممبر نے یہ سوال کیا** کہ کیا مجلس عاملہ کے ممبر دوسرے شہروں سے بھی ہوسکتے ہیں یا صرف یہاں سے ہی ہوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہی رواج چل رہا ہے۔ ٹورانٹو کے علاقہ میں چار پانچ ہزار تو ہوں گے۔ عموماً ہر ملک میں یہی ہے کہ جہاں مرکز ہے اُسی علاقہ سے ہوتے ہیں سوائے امریکہ کے۔ امریکہ کو اجازت دی ہوئی ہے کیونکہ وہ پھیلے ہوئے ہیں اس لئے وہ ہر صوبے میں سے لے لیتے ہیں۔ وہاں یہ روایت خدام میں اور انصار میں بھی جماعتی طور پر چل رہی ہے۔ ابھی تک مَیں نے اس روایت کو بدلا نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ بدل بھی دیا جائے۔

☆......**ایک ممبر نے سوال کیا** کہ بعض دفعہ ای میل یا واٹس اَیپ پر خلافت یا جماعت کے نظام کے خلاف کوئی گمنام پیغام آتا ہے۔ اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ اسی طرح گمنام جواب دے دیا کریں۔ آج کل واٹس اَیپ پر بھی گمنام خط آتے ہیں۔ میرے پاس بھی آتے ہیں۔ اس پر کارروائی نہیں کرنی چاہئے۔ میں اگر صدر یا امیر جماعت کو بھیجتا ہوں۔ اس لئے نہیں بھیجتا کہ اس پر کارروائی کرو۔ اس لئے کہ علم میں آجائے کہ اس طرح کے لوگ آپ کی جماعت میں ہیں جو یہ سوچ رکھتے ہیں۔ تا کہ آپ لوگ عمومی طور پر اس کی روک تھام کے لئے کوئی پالیسی بنائیں۔ سوشل میڈیا پر جواب دے دیا کریں۔ باقی تو یہ چیزیں چلتی رہیں گی۔

☆......**ایک ممبر نے سوال کیا** کہ سوشل میڈیا کے حوالے سے آپ نے یہ ذکر بھی کیا تھا کہ لڑکیاں اکاؤنٹ نہ بنائیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ تصویریں نہ لگائیں۔ عمومی طور پر فیس بُک میں مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ بہتر یہی ہے کہ لڑکیاں نہ کریں اور لڑکے بھی نہ کریں۔ اس سے تعلق بڑھتا رہتا ہے۔ اگر تبلیغ کا بہانہ ہے تو لڑکے لڑکوں کو اور لڑکیاں لڑکیوں کو تبلیغ کریں۔ بعض دفعہ لڑکیوں میں بھی اس طرح ہوتا ہے کہ بعض دفعہ دوسری طرف سے لڑکا لڑکی بن کر رابطہ رکھ رہا ہوتا ہے۔ جماعت کے اپنے فیس بُک کے اکاؤنٹ ہیں۔ 'الاسلام' کا بھی ہے۔ اس کے ذریعہ تبلیغ کریں تو ٹھیک ہے۔ بعض کیس ایسے ہوئے ہیں کہ بے شک چند ایک ہی ہوئے ہیں کہ لڑکیوں نے فیس بُک پر جانا شروع کیا اور آہستہ آہستہ ان کے دماغوں میں زہر بھرنا شروع کردیا گیا اس حد تک کہ وہ جماعت کے خلاف ہوگئیں۔ اپنے خاندان کے خلاف بھی ہوگئیں۔ اصل میں وہ شادیوں کی وجہ سے پریشان تھیں۔ رشتے غیر احمدیوں میں جا کر کرلئے۔ یہ برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس لئے بچنے کی ضرورت ہے۔

میں نے عام طور پر لڑکوں کو بھی کہا ہے۔ لڑکیوں کا کیونکہ عزت اور عصمت کا سوال ہے اس لئے خاص زور دیا تھا۔ لیکن عمومی طور پر ہر ایک کو کہا تھا۔ کئی لوگوں کو مَیں جواب دیتا ہوں کہ اگر تبلیغ کرنی ہے تو جماعتی اکاؤنٹ سے کرو۔

☆......**ایک ممبر نے سوال کیا** کہ حضور یورپ میں اکثر جاتے رہتے ہیں اور اس وجہ سے وہاں کی جماعتیں ایکٹو ہیں۔ یہاں پر حضورِ انور کے آنے کی برکت سے لوگ ایکٹو ہوگئے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا ٹھیک ہے اس کو آپ قائم رکھیں۔ یورپ میں بھی بعض جگہ سستی ہوجاتی ہے۔ آپ کے پیس ویلیج میں چار سو چالیس انصار ہیں۔ لیکن زیادہ سے زیادہ تیس چالیس انصار ہیں جو مسجد نہیں آسکتے۔ مسجد میں فجر پر آخری تین چار صفیں خالی ہوتی ہیں۔ حالانکہ اس وقت خدام بھی آئے ہوئے ہیں اور باہر سے مہمان بھی آئے ہوئے ہیں۔ ان دنوں میں بھی صفیں خالی ہیں۔ جرمنی کی مسجد میں میرے خیال میں سات آٹھ سو نمازی آسکتے ہیں۔ گرمیوں میں بھی میں جب جاؤں تو بیس پچیس کلومیٹر سے بھی لوگ سفر کر کے فجر پر چار بجے پہنچ جاتے ہیں۔ اور مسجد بھری ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگوں میں شائد رقت زیادہ ہے۔ نمازیں پڑھتے ہوئے لگتا ہے ایک خاص ماحول ہے۔ یہاں پر تو سردی ہے چھ سات گھنٹے آپ گھر جا کر سوتے ہیں۔ پھر بھی تین چار صفیں خالی ہیں۔ کیا انقلاب لائے۔ آج کل بھی یہ حالات ہیں تو ابھی مجھے آئے ہوئے مہینہ بھی نہیں ہوا۔ اگر میں دو مہینہ بھی رہوں تو میرے خیال سے صرف اگلی دو صفیں ہوا کریں گی۔ اگر انصار آجائیں تو سات سو میں سے ساڑھے تین سو چار سو کی جگہ وہ لے لیں۔ کافی مہمان بھی آج کل آئے ہوئے ہیں۔ خدام اور اطفال بھی آجاتے ہیں۔ تو سات سو کی جگہ پوری ہونی چاہئے۔

☆......**ایک ممبر نے سوال کیا** کہ اللہ کے فضل سے مسی ساگا جو پینتالیس کلومیٹر بنتا ہے وہاں سے ایک بڑی تعداد آتی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے آتے ہیں۔ دوسری جگہوں پر بھی دُور دُور سے آتے ہیں۔ آسٹریلیا میں جب مسجد بنی تھی۔ قریب ترین جو ادارہ تھا وہ بیس میل پر تھا۔ میں نے سمجھا تھا کہ بعض لوگ عموماً آتے ہیں۔ تو جب پوچھا تو اکثر نے کہا کہ ہم فجر اور عشاء پر ریگولر آتے ہیں۔ وہاں تو مَیں صرف دو دوروں پر گیا ہوں۔ وہ میرے علاوہ بھی وہاں آرہے ہوتے ہیں۔ روزانہ فجر اور عشاء پر بیس میل دور سے

آ رہے ہوتے ہیں۔ یہ تو احساس کی بات ہے۔ میں یہاں چھ دفعہ آ چکا ہوں۔ آسٹریلیا میں دو دفعہ گیا ہوں۔ وہاں جانے کے لئے انیس گھنٹے کی فلائٹ چاہئے۔ آپ کے پاس چھ سات گھنٹے میں بندہ پہنچ جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی جن کو احساس ہے وہ آتے ہیں۔

☆......**ایک ممبر نے سوال کیا** کہ کیلگری میں بعض لوگوں کے گھر مسجد سے بہت دور ہیں حضور ہماری راہنمائی فرما دیں کہ اگر ایک ایک حلقہ میں مسجد بن جائے تو بہتری آسکتی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ ٹھیک ہے، مسجدیں تو جماعت کو ہر جگہ بنانی چاہئیں۔ جہاں سو دوسو آدمی ہے چھوٹی مسجدیں بنائیں اور زیادہ بنائیں۔ اس سے تبلیغ کے میدان بھی زیادہ کھلیں گے اور تربیت بھی زیادہ ہوگی۔ ریجنز میں بڑی بڑی مسجدیں بنانی ہیں۔ ایک یہاں بن گئی، اس سے بڑی کیلگری میں بن گئی، اس سے آگے 1500 کلومیٹر پر وینکوور میں مسجد بن گئی۔ ٹھیک ہے یہاں فاصلے زیادہ ہیں اس لئے بڑی بنا دیں۔ اب چھوٹی مسجدیں بنانے پر بھی رجحان ہونا چاہئے جہاں دوسو آدمی نماز پڑھ سکے۔ وہ سستی بھی بن سکتی ہیں۔ آپ لوکل امیر صاحب سے بھی بات کریں اور نیشنل امیر صاحب سے بھی۔ ہر جگہ بات کریں۔

حضور انور نے فرمایا: میں تو ہر دفعہ یہ کہتا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ پڑھتا ہوں کہ اگر جماعت کا تعارف کروانا ہے تو مسجدیں بناؤ۔ یہ بات جماعتی فورم پر رکھیں۔ مسجدیں چھوٹی چھوٹی بنا دیں، یہ ضروری ہے۔ کیلگری اتنی بڑی جماعت ہے وہاں پر چھوٹی چھوٹی مساجد بنی چاہئیں۔ یہاں بھی مسجدوں کی ضرورت ہے اور مسی ساگا میں تو باقاعدہ کوئی مسجد نہیں ہے۔ دو ہزار کے قریب وہاں تجنید ہے۔ کیلگری کی کل تجنید تین ہزار ہے۔ مسجد کے علاقہ میں چھ سات سو لوگ ہوں گے۔ آٹھ دس کلومیٹر کے اندر ایک ہزار۔ آپ نے اب کیلگری کو 9 حلقوں میں تقسیم بھی کیا ہے۔ تو وہاں دو تین مسجدیں تو ہونی چاہئیں۔

کیلگری میں جن صاحب کے سپرد مسجد کی دیکھ بھال کی ذمہّ داری ہے انہیں حضورِ انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہاں سے شکائتیں آتی رہتی ہیں کہ آپ سختی کرتے ہیں۔ سختی کرنا ضروری نہیں۔ پیار سے بھی سمجھایا جا سکتا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف جاتے ہوئے کہا کہ قولِ لیّن سے کام لینا، تو کیا احمدیوں کو بھی آرام سے نہیں سمجھا سکتے۔ ٹھیک ہے بچے بعض دفعہ چیزیں توڑ دیتے ہیں۔ ہماری مسجد بیت الفتوح لندن میں، اس کی لفٹ روز خراب رہتی تھی۔ اب تو خیر آگ کی وجہ سے استعمال نہیں ہو رہی۔ اس میں بھی بچے جا کر دھکے دے دے کر اس کا سسٹم ہلا دیتے تھے اور ہر روز وہاں مستری آیا ہوتا تھا۔ پھر وہاں ڈیوٹی لگانی پڑی تھی۔ تو کسی کی ڈیوٹی لگا دیں۔ ایک مہینہ جب وہ دیکھیں گے کہ یہاں کوئی ڈیوٹی پر ہے جو پیار سے سمجھاتا ہے تو آپ ہی وہاں سے دوڑ جائیں گے۔ مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کروا دینا اور سختی کرنا غلط طریقہ ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ اب روانی سے کام چل رہا ہے۔ اب کہنا چھوڑ دیا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ بھی نہیں کہ جماعت کے اموال کی حفاظت نہ کرو۔ جہاں شکایت ہوتی ہے پتہ کریں۔ اس کے لئے مختلف طریقے اختیار کریں۔ لوگوں کو سمجھانے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔

مجلس عاملہ انصاراللہ کی یہ میٹنگ ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔ بعدازاں عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ شرف مصافحہ حاصل کیا اور تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

....

کینیڈا کے مبلغین کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ

بعدازاں پروگرام کے مطابق سات بج کر چالیس منٹ پر کینیڈا اور اس کے سپرد ممالک بیلیز، پیراگوئے، ایکواڈور، بولیویا، یوروگوئے اور جمیکا میں خدمت سرانجام دینے والے مبلغین کی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شروع ہوئی۔

حضور انور نے دعا کروائی اور دریافت فرمایا کہ کیا مبلغین کی ماہوار میٹنگ ہوتی ہے؟

اس پر مبلغ انچارج صاحب نے بتایا کہ میٹنگ ہوتی ہے اور اس میں سارے مربیان شامل ہوتے ہیں۔ کانفرنس کال کے ذریعہ ہوتی ہے۔

حضور انور کے استفسار پر مبلغ انچارج صاحب نے بتایا کہ میٹنگ میں مبلغین کی رپورٹس اور کارگزاری پر تبصرہ ہوتا ہے۔ مبلغین اپنے مسائل بتاتے ہیں کہ فیلڈ میں کیا مسائل اور مشکلات ہیں، ان کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

حضور انور کے استفسار پر مبلغین نے بتایا کہ یہ میٹنگ ظہر اور عصر کے درمیان تقریباً ایک گھنٹہ یا اس سے زائد وقت تک ہوتی ہے۔

حضور انور کے استفسار پر عرض کیا گیا کہ تمام مبلغین کی رپورٹس کارگزاری باقاعدہ مرکز میں آرہی ہیں۔ مبلغ انچارج باقاعدہ Compile کر کے بھجواتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: بعض مبلغین مجھے رپورٹس کے علاوہ زائد خط بھی لکھتے ہیں اور بعض مجھے ذاتی طور پر کوئی خط نہیں لکھتے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کچھ تو ہفتے میں تین لکھ دیتے ہیں، کوئی مہینہ میں دو لکھ دیتے ہیں، کوئی چھ مہینے بعد شاید ایک لکھتے ہوں۔ نئے مربیان جو گزشتہ سال وہاں لندن میں رہ کر آئے ہیں ان کی میرے ساتھ ریگولر خط و کتابت ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ فیلڈ میں آپ کے کیا مسائل ہیں۔ کیلگری کے مبلغ سے دریافت فرمایا کہ کیلگری میں جماعتی طور پر عہدیداران ہیں ان کے ساتھ کیا مسائل ہیں؟

اس پر مبلغ نے بتایا کہ نوجوانوں میں Generation Gap ہے لیکن Culture Clash زیادہ ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں جو سمجھانی پڑتی ہیں کہ یہ کلچر ہے اور یہ ہمارا مذہب ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ جب نوجوانوں کی تربیت صحیح ہو رہی ہو۔ خدام الاحمدیہ کے Level پر بھی اور مربیان کے ذریعہ بھی تو ان کو پھر دین اور Culture کے بارہ میں سمجھایا جاسکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ Culture تو کوئی چیز نہیں ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں، پانچ نمازیں پڑھنا کوئی Culture نہیں ہے۔ قرآن کریم پڑھنا اور اس پر عمل کرنا کوئی Culture نہیں ہے۔ ہاں جب وہ تربیت اور مذہب اور دینی تعلیمات پر عمل زندگی کا ایک مستقل حصہ بن جائے تو پھر یہ باتیں Culture کا حصہ بن جاتی ہیں۔ تو اس لحاظ سے مذہب Culture پر اثر ڈالتا ہے۔

فرمایا: لیکن مذہب کی جو بنیادی تعلیم ہے اس کو تو نوجوانوں کے دلوں میں ڈالنا چاہئے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اپنے قریب لانے کی کوشش کریں۔ نوجوان مربیان سے یہی امید ہے کہ جماعتوں میں جہاں جہاں ان کے تقرر ہیں وہاں کے نوجوان طبقہ کو اپنے قریب لائیں۔ بوڑھوں کی اصلاح آپ سے نہیں ہونی۔ وہ اپنی عمر کو پہنچ چکے ہیں Rigid ہو چکے ہیں۔ ان کا ایک دماغ، ایک سوچ بن چکی ہے۔ نوجوانوں کے دماغوں میں یہ ڈالیں کہ یہ بوڑھے ہمارے لئے رول ماڈل نہیں ہیں بلکہ ہمارے لئے رول ماڈل سب سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے، اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور آپ لوگوں نے خلافت کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہوئی ہے۔

فرمایا: اس لئے کوئی بیچ میں واسطہ نہیں ہے کہ یہ بوڑھے ہمارے لئے رول ماڈل ہوں۔ شام کے وقت جو کھیلیں ہوتی ہیں ان میں آپ خود ان نوجوانوں کو شامل کر کے اپنے قریب لائیں۔ یہ نوجوان انٹرنیٹ پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں کوئی ان کو کام نہیں ہوتا۔ ان کو مسجد کے قریب لائیں۔ Indoor گیم ہے، اس میں شامل ہوں، پھر جب کھلا موسم آتا ہے تو Outdoor گیمز بھی ہیں۔ اس میں حصہ لیں اور نوجوانوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ Interactive پروگرام کریں اور اس طرح نوجوانوں کو اپنے قریب لائیں تاکہ اگلی نسل کو سنبھال سکیں۔ یہ اصل کام ہے آپ لوگوں کا اور اس معاشرے میں نوجوانوں اور نئی نسل کو سنبھالنا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں پیس ویلج کے بعض لڑکوں میں بعض برائیاں پھیل رہی ہیں۔ بعض لوگوں کو عادت ہے نشہ کرنے کی۔ صرف سگریٹ نہیں، سگریٹ سے آگے بڑھ چکے ہیں وہ پاؤڈر ڈالتے ہیں یا جو بھی دوسرا کرتے ہیں۔ ان کا آپ لوگوں کو پتہ ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: خدام کو اپنے ساتھ ملائیں، قریب لائیں ان میں اگر برائیاں ہیں تو ان کو پرے نہ دھکیلیں۔ ذاتی رابطہ قائم کر کے برائیوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ آپ لوگوں کی نوجوانی کی عمر ہے اور آپ خدّام کی Age Group کے ہیں اور یہاں کے پلے بڑھے ہیں، زبان بھی وہی بولتے ہیں، عمر بھی وہی ہے، دین کا علم بھی ہے۔ اس لحاظ سے آپ لوگ نوجوانوں کو قریب لانے میں اپنا کردار زیادہ ادا کر سکتے ہیں۔ صرف خطبہ دے دیا، نماز پڑھا لی، اتنا کافی نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں جہاں بھی آپ لوگ متعیّن ہیں فجر کی نماز باقاعدہ پڑھانی ہے۔ چاہے کوئی آئے یا نہ آئے۔ مساجد کھلنی چاہئیں، سنٹر کھلنے چاہئیں۔ یہی میں نے آپ لوگوں کو کہا ہوا ہے اور اسی طرح عشاء کی نماز بھی باقاعدہ ہونی چاہئے۔ باقی نمازوں کے بارہ میں میں نے کہا تھا اگر آپ اپنے سٹیشن پہ ہیں کہیں دورے پر نہیں گئے ہوئے، تو باقی نمازوں میں بھی آپ نے باقاعدہ اپنا سنٹر یا مسجد جہاں بھی ہے کھول کے اذان دے کے پانچ سات منٹ انتظار کر کے نماز پڑھ لینی ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ لوگ آتے نہیں اس لئے ہم نے Centre نہیں کھولنا۔ کوئی آئے یا نہ آئے آپ نے باقاعدہ اپنے مرکز کو کھولنا ہے۔

ایک مبلغ سلسلہ نے عرض کیا کہ جہاں مَیں متعین ہوں وہاں سنٹر گھر میں ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: گھر میں ہو لیکن لوگوں کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ سنٹر ہے اور یہاں نماز ہوتی ہے اور انہوں نے آنا ہے اور پھر ایسے لوگ جو پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کے گھروں کو Visit کریں اور یہ Visit دوستانہ Visit ہوں۔ صرف یہ نہیں کہ جا کے ان کو نصیحتیں کرنا شروع کر دیں کہ تم نماز پہ نہیں آتے۔ پہلے ان کے ساتھ تعلق پیدا کریں، قریب لائیں اور بتائیں کہ مرکز کھلا ہوتا ہے۔ ہلکی پھلکی باتوں میں ان کو مسجد کی طرف یا مشن ہاؤس میں آنے کی طرف دعوت دیں اور بتائیں وہاں باقاعدہ نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ آپ نمازوں کے لئے آیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: کوئی اپنا تجربہ بیان کرسکتا ہے کہ آپ لوگوں کے رویّوں کی وجہ سے نوجوانوں میں کوئی تبدیلی ہوئی ہو۔

ایک مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ Ottawa میں جب میری پوسٹنگ ہوئی تو امیر صاحب کی Instruction کے مطابق کہ نوجوانوں کے ساتھ کام کیا جائے کیونکہ وہ وہاں پر اتنے Active نہیں ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کھیلوں کے پروگراموں کے ذریعہ وہاں خدام کو Active کیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز بھی پڑھ رہے ہیں اور کافی Improvement ہے اور پچاس فیصد نوجوان مسجد سے Attach ہو گئے ہیں۔

مبلغ سلسلہ Vaughan نے بتایا کہ خدّام اور اطفال کی باقاعدہ کلاسز لیتا ہوں جس کی وجہ سے کافی بچے اور خدام Attract ہو گئے ہیں اور اتنا زیادہ تعلق ہو گیا تھا کہ اب جب میری تقرری دوسرے سنٹر میں ہوئی ہے تو یہ بچے اور نوجوان کہتے ہیں کہ ہمارے مربی صاحب ہمیں واپس دے دیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں جامعہ کینیڈا کے پڑھے ہوئے دو مربیان آسٹریلیا گئے ہیں اور وہاں کی جماعت کے افراد کی طرف سے مجھے خط آنے لگ گئے ہیں کہ ان نوجوان مربیان کے آنے کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں کے ساتھ خاص طور پہ Interactive پروگرام بھی ہوتے ہیں اور بڑوں کے ساتھ بھی پروگرام ہوتے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو اس طرح کام کرنا چاہئے کہ دوسروں کو نظر آئے اور لوگ محسوس کریں اور جماعت کو بھی نظر آرہا ہو کہ اس مشنری کے آنے سے انقلاب پیدا ہوا ہے۔

فرمایا: پہلے یہ نوجوان کہتے تھے کہ ہمیں زبان سمجھ نہیں آتی اور بچے بھی کہتے تھے ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ اب آپ لوگوں کو زبان کا تو کوئی مسئلہ نہیں، یہیں پلے بڑھے ہو، یہیں کے پڑھے ہوئے ہو۔ یہ بہانہ کوئی نہیں ہے صرف زیادہ سے زیادہ تعلقات بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یوکے سے ہر جگہ مبلغ گئے ہیں۔ امریکہ میں بعض مبلغ یہاں کینیڈا سے گئے ہیں ان کے کاموں پر لوگوں کے بڑے اچھے تبصرے آتے ہیں۔ لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں۔ یہاں کینیڈا میں شاید لوگوں کو لکھنے کی عادت نہیں یا آپ لوگوں کی کام کرنے میں کمی ہے۔ ایک تو کام ویسے ہی ظاہر ہونا چاہئے جو جماعتی طور پر بھی نظر آجائے۔

حضور انور نے مبلغ انچارج سے استفسار فرمایا کہ کیا آپ مبلغین کے کام سے مطمئن ہیں؟

اس پر مبلغ انچارج صاحب نے کہا کام میں کمزوری زیادہ ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: میں نے اس لئے ہر ماہ میٹنگ کرنے کے لئے کہا تھا کہ جہاں جہاں کمزوریاں ہیں، نشاندہی کر کے ہر ایک کو بتائیں ہر ایک سے انفرادی طور پر جائزہ لیں۔ ایک جنرل جائزہ ہوتا ہے۔ ایک انفرادی طور پر بھی جائزہ لینا چاہئے اور ہر ایک کو مشنری انچارج صاحب کی طرف سے اس کے کام پر، اس کی رپورٹ پر تبصرہ جانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: اصل ذمہ داری یہ ہے کہ نئی نسل کو سنبھالنا ہے اور نئی نسل کو سنبھالنے کے لئے نئی نسل کے

لوگ ہی چاہئیں اور جہاں جہاں کوئی عہدیدار روکیں ڈالتے ہیں جہاں آپ کے خیال میں یہ یہ کام ہونے چاہئیں اور جماعتی عہدیدار اس میں روک ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں یا آپ کو Freehand نہیں دیتے تو مجھے براہ راست لکھا کریں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ نے کینیڈا میں رہنے والے ہر احمدی نوجوان اور بچے کو سنبھالنا ہے اور اس کو ضائع نہیں ہونے دینا۔ اور ہر ایک کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا ہے اور کیا علاج کرنا ہے، کس طرح اس کو Treat کرنا ہے اور کس طرح Deal کرنا ہے، یہ آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ یہ نہیں کہ ایک Line مل گئی ہے تو اسی کے اوپر چلنا ہے، اپنے حالات کے مطابق نئے نئے طریقے Explore کریں کہ کس طرح آپ بہتر کام کر سکتے ہیں۔ آپ نوجوان پڑھے لکھے باہمت لوگ ہیں۔ کچھ کر کے دکھائیں اور بغیر ڈرے جو مشورے دینے ہیں دیں۔

☆......مسی ساگا کے مبلغ صاحب نے عرض کیا: حضور کے خطبات کا جب سے خلاصہ پیش کرنے کا کام شروع کیا ہے اس سے ایک چیز واضح نظر آ رہی ہے کہ اب بہت زیادہ لوگ خطبوں کو سننے کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں اور اس طرف ان کی توجہ ہو گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: انگلش میں خطبہ کا خلاصہ جو ہے وہ ایک تو alislam پہ بھی آ جاتا ہے، ایک وکیل اعلیٰ صاحب کی طرف سے جو آتا ہے وہ اگلے جمعہ سنایا جا سکتا ہے۔ لیکن کیونکہ آپ کے وقت کا فرق ہے۔ اسی لئے اسی دن آپ کے جمعہ سے پہلے آپ کو یہاں جماعتی نظام کے تحت تیار کیا ہوا خلاصہ مل جاتا ہے۔ اس میں مزید تفصیل میں جانا ہو اور خطبہ میں مزید باتیں شامل کرنی ہوں تو آپ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ زائد Points بنانے ہوں تو بنا لیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ تو ہر ایک کی اپنی استعداد ہے کہ وہ خطبہ میں سے کتنے Points نکالتا ہے۔ جامعہ احمدیہ یوکے سے نئے فارغ ہونے والے مربیان سے میری میٹنگ تھی۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ ملاقات میں جو باتیں ہوئی ہیں ان کے پوائنٹس (Points) بناؤ تو ایک لڑکے نے 35,30 پوائنٹس بنا کے مجھے دیئے۔ میں نے کہا: بڑی اچھی بات ہے۔ میرا خیال تھا کہ کافی ہو گئے ہیں۔ ایک دوسرا لڑکا جو بڑا ہوشیار ہے۔ بڑی باریکیوں میں جا کر دیکھتا ہے۔ اس نے اسی ملاقات سے 67 پوائنٹس نکال کے دے دیئے، تو یہ تو ہر ایک کی اپنی اپنی استعداد ہے، کسی کی کم ہے اور کسی کی زیادہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ خطبہ کو صحیح طرح سمجھ کر پھر اس میں سے Points نکالنے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جامعہ جرمنی میں مَیں نے ان کی Convocation کے Function پر ان کو نصائح کی تھیں۔ میں نے طلباء سے کہا کہ اس میں سے پوائنٹس نکالو۔ تو زیادہ سے زیادہ جو پوائنٹس نکالے گئے وہ 40 تھے۔ حالانکہ میں نے وہاں باون (52) پوائنٹس لکھے ہوئے تھے۔ تو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ گہرائی میں جا کر سمجھا کرو۔

☆......ایک مبلغ نے عرض کیا: حضور انور کا خطبہ صبح آتا ہے۔ یہاں جماعتی انتظام کے تحت تیار ہو کے سب مبلغین کو دوپہر سے پہلے پہنچ جاتا ہے اور اسی دن ہم یہاں خطبہ میں سناتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر پہنچ جاتا ہے تو بڑی اچھی بات ہے اور اگر نہیں پہنچتا تو آپ لوگوں نے تو خود بھی خطبہ سنا ہوتا ہے اور اس سے زائد کوئی بات ذہن میں ہو تو وہ بھی بیان کر دیا کریں۔

☆......ایک مبلغ نے عرض کیا کہ نوجوانوں کے ساتھ سوال و جواب کے پروگرام ہوتے ہیں تو کئی دفعہ خدام اس طرح کے سوال پوچھتے ہیں جیسے نظام جماعت پر کوئی اعتراض ہو۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر پوچھتے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے، ان کو مطمئن کرنا چاہئے اور بڑے ٹھنڈے طریقہ سے ان کو جواب دو اور اگر نظام جماعت کے بارہ میں کسی سوال کے اعتراض کا جواب نہ آتا ہو تو مجھے لکھو میں اس کا تفصیلی جواب دے دوں گا پھر ان کو بتا دیں۔ بلا جھجک مجھے لکھو۔ بہت سارے سوال جو نوجوانوں کے ذہنوں میں آتے ہیں اس کے لئے خدام الاحمدیہ یوکے نے اپنے اجتماع پہ اور اس کے علاوہ تربیتی کلاس میں بھی جامعہ کے طلباء کے ساتھ ایک سیشن شروع کیا تاکہ ان نوجوانوں کو انہی کی عمر کے ایسے نوجوان مربیان جو دینی علم رکھتے ہیں جواب دے سکیں اس کا بڑا فائدہ ہوا ہے۔

مثلاً مالی نظام پہ کچھ نوجوانوں کو Reservation تھی۔ اس پر جامعہ کے Senior کلاس کے لڑکوں نے سوال و جواب میں ان کو تفصیل سے جماعت کے مالی نظام اور چندوں کے بارہ میں بتایا تو وہ نوجوان جو پہلے سمجھتے تھے کہ یہ چندہ کوئی صدقہ دے رہے ہیں یا کسی مولوی کو سنبھالنے کے لئے کوئی مدد کر رہے ہیں۔ جب صحیح مالی نظام کا پتہ لگا تو وہ لڑکے جو کئی سالوں سے چندے نہیں دے رہے تھے خود اپنے چندے لے کے اور اپنا حساب لے کے سیکرٹری مال کے پاس آئے کہ اب ہمیں جماعت کے مالی نظام کا پتہ لگا اور ہمیں شرمندگی ہے کہ ہم اتنا عرصہ چندہ نہیں دیتے رہے، ہم یہ چندہ دینے آئے ہیں۔ جو بھی سوال ہے اس کا جواب دو تو اس کا صحیح اثر ہوتا ہے بجائے اس کے کہ چپ کرا دو کہ نہیں نہیں ایسے اعتراض نہ کرو۔ آپ ہر ایک کا اعتراض سنیں پھر اس کا جواب دیں تاکہ سوال کرنے والے کی تسلی ہو۔

حضور انور نے فرمایا: ہماری کوئی بات ایسی نہیں ہے جس میں کوئی لاجک (Logic) نہ ہو۔ کوئی بات ایسی نہیں ہے جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہو۔ جب ایسا نہیں ہے تو پھر ڈرنے کی ضرورت نہیں صرف سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ مجھ سے بھی براہ راست لوگ سوال کر دیتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

☆......ایک مربی سلسلہ نے عرض کیا پیس ویلج کا ایک لڑکا ہے جو کافی برے کاموں میں، Drugs وغیرہ میں ملوّث ہے۔ ایک دفعہ میں نماز پر جا رہا تھا تو وہ راستہ میں مل گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ نماز پڑھنے جانا ہے کہ نہیں؟ تو وہ مجھے کہتا ہے کہ اس کو مسجد سے Ban کر دیا گیا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ کون تمہیں Ban کرے گا۔ میرے ساتھ آؤ۔ تو جب میں اسے اندر لے گیا تو میرے ساتھ ہی اس نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ مجھے فون بھی کرتا رہا اور اس طرح میرا اس سے تعلق بن گیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ تو ضروری چیز ہے Ban تو نہیں کرنا۔ بعض عہدیدار Rigid ہوتے ہیں۔ تو ان کی وجہ سے لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ جن کے ماں باپ کے عہدیداروں کے ساتھ تعلقات خراب ہوتے ہیں اور Grievances بڑھ جاتی ہیں تو اس کی وجہ سے ان کے گھروں میں نظام کے خلاف باتیں ہوتی ہیں۔ جس سے پھر ایک فاصلہ پیدا ہونا شروع ہوتا ہے۔ ہم نے فاصلے کم کرنے ہیں بڑھانے نہیں ہیں۔ دراڑوں کو کم کرنا ہے دراڑیں بڑھانی نہیں ہیں۔ آپ لوگوں نے یہ سوچ کے کام کرنا ہے خواہ کتنا بڑا کوئی ہو۔ جس طرح کا بھی کوئی اعتراض ہو اس کو حوصلہ سے سنو اور اس کا جواب دو اور اگر جواب سے اس کی تسلی نہیں ہوئی تو پیچھے پڑے رہو اور اس کی تسلی کرواؤ اس کے بعد اگر نہیں جواب آتا تو مجھے لکھ دو۔ انتظامی جواب ہے یا سوال ہے یا کسی قسم کا بھی ہے مجھے لکھ دو۔

☆......ایک مبلغ نے سوال کیا کہ یہاں سال میں دس (10) دن کے لئے طلباء کی کلاس ہوتی ہے تو اس میں نوجوانوں سے سوال و جواب کا پروگرام رکھا جا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: خدام الاحمدیہ کے صدر کو مشورہ بھی دو۔ جن کے دماغوں میں نوجوانوں کو سنبھالنے کے لئے کوئی تجاویز آتی ہیں وہ صدر خدام الاحمدیہ کو لکھ کر دیں اور مجھے بھی لکھ کر بھجوائیں۔

☆......ایک مبلغ نے عرض کیا ایک مسئلہ جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ گھروں میں عہدیداران کے خلاف باتیں ہوتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہی تو میں کہتا رہتا ہوں کہ ہوتی رہتی ہیں اور ہمارے پاس کوئی ڈنڈا اور پولیس تو ہے نہیں جو بند کروا دیں۔ ہم نے سمجھانا ہی ہے اور میں سمجھاتا رہتا ہوں اور میں خطبات میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر آپ لوگوں کے نوجوانوں سے، بچوں سے اچھے دوستانہ تعلقات ہو جاتے ہیں تو پھر والدین جو مرضی باتیں کرتے رہیں وہ بچے آ کر آپ کو بتائیں گے۔ آپ دیکھیں اگر عہدیدار غلط ہیں تو امیر صاحب کو لکھ کر دیں کہ اس طرح سے دلوں میں بے چینیاں پیدا ہو رہی ہیں اور بدظنیاں پیدا ہو رہی ہیں اس کا تدارک ہونا چاہئے، اس کا علاج ہونا چاہئے۔ اور اگر تین ہفتے میں، چار ہفتے میں آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی ردّعمل جماعتی نظام کی طرف سے نہیں ہو رہا ہے تو مجھے لکھ کر دیں۔

☆......کینیڈا کے سپرد ممالک میں کام کرنے والے مبلغین کو حضور انور نے فرمایا کہ اپنی جماعتیں منظّم کریں۔ آپ کو چھ ماہ، سال بعد مَیں نے انڈیپنڈنٹ کر دینا ہے۔ پھر آپ کے اپنے جلسے اور پروگرام ہوں گے۔ آپ جو کینیڈا کے تحت ہیں یہ تو صرف ابتدائی طور پہ تھا تاکہ آپ Establish ہو جائیں پھر آہستہ آہستہ سب ملک Independent ہونے ہیں۔ بلکہ وہاں کی عاملہ بھی میں نے کہا تھا بنا لیں۔ جہاں جہاں دس، پندرہ، بیس احمدی ہو گئے ہیں وہاں عاملہ بنائیں اور جو مربی انچارج ہے وہ صدر جماعت ہو گا۔ باقی عاملہ Elect کر لیں۔ آپ کی ذمہ داریاں بڑھنی ہیں۔ اس لئے اب خود تبلیغ اور تربیت کے لئے طریقے Explore کریں۔

☆......ایک مبلغ نے عرض کیا کہ میں جہاں رہتا ہوں وہاں پر میرے علاوہ صرف ایک اور فیملی ہے تو کس طرح تبلیغ کے کام کرنے چاہئیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اپنے اپنے حالات کے مطابق تبلیغ کے طریقے دیکھیں۔ یہ جو ہدایات ہوتی ہیں وہ ان لوگوں کے لئے جنرل ہوتی ہیں جہاں جماعتیں قائم ہیں۔ آپ کے وہاں تھوڑے لوگ ہیں، آپ نے تبلیغ کر کے جماعت کو کس طرح بڑھانا ہے۔ اس کے لئے آپ کو دعائیں بھی کرنی پڑیں گی رات کو اٹھ کر نفل بھی پڑھنے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بڑھائے اور پھر کوشش بھی کرنی ہو گی۔ دعاؤں سے ہی کام ہو گا۔ سب مبلغین نفلوں کی عادت ڈالیں۔ پرانے زمانہ میں آپ کے مبلغ انچارج مکرم مبارک نذیر صاحب کے والد صاحب سیرالیون، نائیجیریا اور غانا وغیرہ گئے تو ان کے بارہ میں یہی رپورٹس ہیں کہ دعائیں کرتے ہوئے انہوں نے جماعتیں بنا دی تھیں۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جو نئے احمدی ہوئے ہیں، پہلے تو ان کو وقف جدید، تحریک جدید کے چندوں کی عادت ڈالو۔ جو وہ دے سکتے ہیں، اپنی خوشی سے دیں۔ پھر جب وہ چندہ دینا شروع کر دیں اور عادت پڑ جائے تو ان کو بتاؤ کہ یہ تو ایسا چندہ تھا جو آپ کو عادت ڈالنے کے لئے تھا، لیکن جماعت میں ایک نظام ایسا بھی رائج ہے جو مستقل چندہ کا ہے اور اس میں 1/16 تک چندہ دینا ہوتا ہے اور آپ اپنے حالات کے مطابق دیکھ لیں کہ آپ دے سکتے ہیں یا ابھی نہیں دے سکتے۔ یا اس میں سے اپنے کمزور مالی حالات یا تنگی کی وجہ سے ایک حصہ یا اگر سارا ہی معاف کروانا ہو تو وہ بھی ہو سکتا ہے۔

فرمایا: بہرحال آپ نے ان کو نظام میں پوری طرح سمونا ہے۔ افریقہ میں اور دوسرے ملکوں میں بھی بعض ایسے احمدی ہیں جو بیعت کرتے ہیں اور ساتھ ہی چندہ کا نظام پوچھتے ہیں اور شامل ہو جاتے ہیں۔ بعض ہیں جو بڑی دیر سے شامل ہوتے ہیں۔ یہ تو ہر ایک کی اپنی اپنی ایمانی حالت پر منحصر ہے کہ کس حد تک وہ احمدیت کو سمجھا ہے اور نظام کو سمجھا ہے اور نظام کے ساتھ Attached ہے۔ تو پہلے آہستہ آہستہ ان کو عادت ڈالیں اور وقف جدید، تحریک جدید کے چندے میں شامل کریں۔ خاص طور پر وقف جدید میں شامل کریں چاہے سال کے دو ڈالر یا چار ڈالر ہی دیں۔ یا جو فیملی ممبر ہے وہ دو دو ڈالر دے دیں۔ پھر آہستہ آہستہ ان کو نظام کے بارے میں سمجھاتے رہیں۔ جب تربیت ہو جائے گی، تعلق ہو جائے گا، سمجھ جائیں گے تو پھر وہ خود ہی Main Stream میں شامل ہو جائیں گی اور ان کو سارے نظام کا، چندوں کا بھی پتہ لگ جائے گا۔

حضور انور نے ان نئے ممالک کے مبلغین کو جہاں ابھی جماعت کا آغاز ہے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

وہاں تو کوئی سیکرٹری مال نہیں ہے آپ امیر صاحب کینیڈا سے ایک رسید بک لے لیں، عمومی طور پہ مربیان کو روکا ہوا ہے کہ انہوں نے مالی معاملات میں Involve نہیں ہونا۔ یہ عمومی ہدایت ہے جہاں جماعتیں ہیں۔ لیکن جو نئے ممالک ہیں، اب مثلاً Belize میں، Paraguay میں یا Islands میں نئی نئی جماعتیں جو قائم ہو رہی ہیں۔ وہاں مربی ہی صدر جماعت ہے۔ جب وہ صدر ہے تو ظاہر ہے کہ وہ مالی معاملات میں Involve ہو گا۔ آپ چندہ لیں اور باقاعدہ اس کی رسید بنا کر دیں اور وہ جمع کروا دیا کریں۔ Exceptions ہر جگہ ہوتی ہیں لیکن عموماً یہی ہے کہ جہاں دوسرے کام کرنے والے افراد میسر ہیں وہاں مربیان مالی معاملات میں Involve نہ ہوں۔ جب ان نئے ممالک میں جماعت انشاء اللہ بڑھے گی تو پھر جماعت کے لوگوں کے سپرد یہ کام ہو جائے گا۔

☆......ملک Paraguay کے مبلغ نے سپینش زبان سیکھنے کے حوالہ سے راہنمائی چاہی تو اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے کینیڈا میں رہ کر کچھ تو سیکھ لیا ہے اب وہاں جا کر بھی دیکھیں کہ کوئی ایسے شارٹ کورسز ہوں جو وہاں ہوتے ہوں تو اس میں داخلہ لے لیں اور زبان سیکھیں۔ مربیان جہاں جہاں بھی جا رہے ہیں وہاں کی زبان سیکھیں۔ ایک تو یہ کہ آپ جب لوگوں سے بات چیت شروع کریں تو کوشش کر کے مقامی زبان میں کریں اور اپنی زبان میں مزید نکھار پیدا کرنے کے لئے آپ وہاں کے کسی ادارہ میں داخلہ لیں اور مزید کورسز کریں۔ پہلے جائزہ لے لیں کہ کس قسم کے کورسز فائدہ مند ہیں، اس کی فیس اور

اخراجات جو ہیں وہ لکھ کر بھجوائیں۔آپ نے پڑھائی کے ساتھ ساتھ باقی کام بھی کرنے ہیں، پڑھائی بھی،تبلیغ بھی، تربیت بھی اور اپنی اصلاح بھی۔چاروں کام اکٹھے چلیں گے۔

☆......مربی سلسلہ Belize نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ Belize میں اب جماعت کی تعداد تقریباً 100 ہوگئی ہے۔اس وقت خاکسار ہی صدر جماعت ہے۔ سیکرٹری مال جیمویل صاحب ہیں یہ لوکل احمدی ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: آپ کو ساتھ ساتھ دیکھنا پڑے گا،نگرانی کرنی پڑے گی۔جو بھی چندے وصول ہوں ساتھ ساتھ لیتے رہیں اور جمع کرواتے رہیں۔ بلاوجہ کسی کے ایمان کو آزمانا بھی نہیں چاہئے۔کیونکہ غریب لوگوں کی Temptation زیادہ ہوجاتی ہے اگر مال زیادہ دیر جیب میں پڑا رہے۔

مبلغ سلسلہ نے عرض کیا کہ سیکرٹری مال صاحب صرف چندہ کا حساب رکھتے ہیں اور چندہ کی رقم ہم اپنے پاس رکھتے ہیں۔اس پر حضورانور نے فرمایا ٹھیک ہے ساتھ ساتھ جمع کرواتے رہا کریں۔

☆......ایک مبلغ سلسلہ نے عرض کیا کہ ساؤتھ امریکن مما لک میں جو نومبائعین ہیں وہ کافی غریب ہیں تو بعض اوقات وہ جماعت کے پاس مالی مدد کے لئے آتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: مدد کے لئے آتے ہیں اور وہ Genuine کیسز ہیں تو آپ خدمت خلق کا بجٹ بنا کے یہاں اپنے امیر جماعت کو بھیج دیا کریں۔ مدد اور تالیف قلب کا بجٹ ہونا چاہئے۔یہ آپ کو مل جائے گا۔

حضور انور نے میٹنگ کے آخر پر ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: تربیت کرو۔ ہمارا کام تربیت کرنا ہے۔قرآن کریم میں ذَکِّرْ کا حکم آیا ہے وہ کئے جاؤ۔اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔ چاہے کوئی بڑا ہے چھوٹا ہے۔ آپ لوگ اس لئے یہاں پر متعین کئے گئے ہیں کہ آپ نے تربیت کرنی ہے اور تبلیغ کرنی ہے۔ یہ دونوں کام ہیں۔بس ایمانداری سے ان کاموں کو کئے جاؤ اور کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، اللہ کا خوف ہونا چاہئے باقی کسی بندے کا خوف نہیں کھانا۔ اور اگر کہیں مسائل ہیں تو میرے سے رابطہ رکھنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک نظام دیا ہوا ہے اس نظام کو سمجھو اور اس کے مطابق چلو۔اللہ حافظ ہو۔

مبلغین کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ آٹھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔ بعدازاں تمام مبلغین نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

....

تقریب آمین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لے آئے۔ جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل چالیس (40) بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

محمد انصر حاشر،عبدالوکیل،عریب احمد خان، بلار احمد منہاس، اذن خالد بھلی، اسماعیل حیدر، عدنان احمد، مسرور احمد، حسیب نعمان،نورالدین طارق،عزیز احمد خان، ذیشان عارف سندھو، یاسر منصور، ریّان احمد مرزا، فرحان انس ایاز، ثمر نور خان، بسال احمد، فاران ورک، عبیر احمد چٹھہ۔

ماہ نور طارق، نائمہ منہاس، عائشہ طاہر، فاتح ابراہیم، یسریٰ نسیم چوہدری، ماہدہ رحمٰن مرزا، ایشل منصور، شازیہ نثار، زارہ بٹ، عائزہ عاطف، ملائکہ چوہدری، رملہ ڈوگر، زارہ خان،عطیہ منور،علیزہ احسان،شافیہ درثمین، عاتکہ بشریٰ احمد، ماہدہ نورالنہار احمد، فزہ بھلی، ہانیہ خلود، کاشفہ نوید۔

تقریب آمین اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائشگاہ ''سرائے محبت'' سے باہر بشیر سٹریٹ اور احمدیہ ایونیو پر ہزاروں کی تعداد میں مرد وخواتین اور نوجوان بچے بچیاں ساڑھے نو بجے سے ہی جمع ہونے شروع ہوگئے تھے اور نوجوان مسلسل نعرے بلند کر رہے تھے اور دعائیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔

پیس ویلج کے یہ مکین اس بات کے منتظر تھے کہ کسی وقت بھی ان کے دل وجان سے پیارے آقا اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائیں گے تو جہاں ان کی بستی کی گلیاں قدم بوسی کا شرف پائیں گی وہاں اس کے مکین بھی اپنے گھروں کے سامنے اپنے پیارے آقا کے دیدار کی سعادت پائیں گے۔

دس بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور بشیر سٹریٹ پر پیدل روانہ ہوئے۔ پیس ویلج کی دوسری گلیوں اور راستوں کی طرح بشیر سٹریٹ کے مکینوں نے بھی اپنے اپنے گھروں کو رنگ برنگی روشنیوں سے سجایا ہوا ہے۔ ہر گھر ایک دوسرے سے بڑھ کر بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے مزیّن ہے۔

ہزاروں کی تعداد میں تو لوگ پہلے ہی اپنے گھروں سے باہر تھے۔حضورانور کو دیکھتے ہی جو گھروں کے اندر تھے وہ بھی اپنے گھروں سے باہر آگئے۔ ہر ایک خوشی و مسرت سے معمور تھا۔ ہر طرف سے السلام علیکم حضور!' کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ ہر گھر کے سامنے کھڑی فیملیز اپنے کیمروں سے حضورانور کی تصاویر بنا رہی تھیں۔ ہر کوئی اپنی سعادت اور خوش نصیبی پر خوش تھا کہ ان کا آقا ان کے اتنا قریب ہے۔ بڑی عمر کے بچے بچیاں اپنے کیمروں سے مسلسل تصاویر بنا رہے تھے۔ ہر گھر کے باہر بالکونی میں، سیڑھیوں پر اور پھر آگے سڑک پر کھڑے مرد وخواتین اور بچے بچیاں بڑی تعداد میں قدم قدم پر اپنے آقا کا دیدار کر رہے تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ان کے سلام کا جواب دیتے، ان کے بچوں سے پیار کرتے،سر پر ہاتھ رکھتے اور بعضوں سے گفتگو فرماتے اور حال دریافت فرماتے۔ کتنے ہی بابرکت لمحات تھے جو ان کے گھروں کی دہلیز تک آن پہنچے تھے۔

بشیر سٹریٹ پر چلتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''عبدالسلام سٹریٹ'' پر تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے ''احمدیہ ایونیو'' پر تشریف لے آئے۔سارا پیس ویلج ، یہ امن کی بستی دلہن کی طرح سجی ہوئی ہے۔آج جس طرح ان کے گھر روشن تھے ان کے دل بھی روشن تھے۔اپنے پیارے آقا کو اپنے درمیان گلی کوچوں میں چلتا ہوا دیکھ کر ان لوگوں کے نصیب جاگ اٹھے تھے۔

حضور انور کے چاروں طرف اس قدر ہجوم تھا کہ چلنے کے لئے راستہ بنانا پڑتا تھا۔ قدم قدم پر نعرے بلند ہو رہے تھے اور ہر قدم پر ان ناقابل بیان مناظر کی سینکڑوں تصاویر بن رہی تھیں۔

بعض فیملیاں اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے آگے کرتیں اور اس بات کو ترستیں کہ حضور ان کے بچے کو پیار کر دیں۔ اپنا ہاتھ لگا دیں۔ حضور انور آہستہ آہستہ چل رہے تھے اور اپنا ہاتھ ہلا کر سب کے سلام کا جواب دیتے۔بعض فیملیز حضور انور کے انتہائی قریب آجاتیں۔حضورانور ان کا حال دریافت فرماتے اور ان سے گفتگو فرماتے۔

آج بڑا روح پرور ماحول تھا اور یہ امن کی بستی روحانی خوشبو سے معطر تھی۔ جہاں ان مکینوں کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے وہاں ان کی آنکھیں بھی خوشی کے آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

بڑے رقّت آمیز مناظر دیکھنے میں آرہے تھے۔ حضور انور نے جب ایک بچے کو پیار کیا اور اپنا ہاتھ لگایا تو اس کی ماں نے اپنے بچے کو سینے سے لگالیا اور روتے ہوئے چہرہ کے اس حصہ کو چومنا شروع کر دیا جہاں حضور انور کا ہاتھ لگا تھا۔آج عشق ومحبت اور فدائیت کی ان گنت داستانیں رقم ہوئیں اور ہر ایک کے ایمان کو جلاء ملی۔اللہ یہ سعادتیں، یہ برکتیں، یہ خوشیاں اور یہ رونقیں اس بستی کے لئے اور اس کے مکینوں کے لئے مبارک کرے۔

یہ ایمان افروز مناظر گیارہ بجکر دس منٹ پر اس وقت اپنے اختتام کو پہنچے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بشیر سٹریٹ پر واقع رہائشگاہ ''سرائے محبت'' تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

آج بھی ہیں کچھ لوگ جہاں میں عزم ویقیں کا مظہر

پھیلے ہوئے تھے شہرِ جنوں میں حرص وہوس کے جال
انسانوں کے دیس میں تھا جب انسانوں کا کال
ہوتی تھیں ہر روز وہاں پر نفرت کی تدبیریں
اہلِ خرد نے اوڑھ رکھی تھی جہل کی میلی شال
بھول چکے تھے ان پر تھے جو مولیٰ کے انعام
یاد نہیں تھا ان کو اپنا ماضی اور نہ حال
ان کی فطرت کا خاصّہ تھا دھوکہ اور فریب
بُنتے رہتے تھے وہ ہوس کے الٹے سیدھے جال
ایسے میں کچھ لوگ تھے واں پر سچائی کا پیکر
پیار محبت ، صدق و وفا اور فکر سے مالا مال
کرتے تھے وہ اپنے خدا کی حمد و ثنا کی باتیں
رہتے تھے وہ اس کی چاہت میں دن رات نہال
سہتے تھے سب ظلم و ستم وہ اپنے رب کی خاطر
چشمِ فلک نے دیکھے تھے کب ایسے لوگ کمال
کیسے کیسے ظلم سہے پر حق سے منہ نہ موڑا
صبر و رضا سے سہتے رہے وہ سارے حزن و ملال
راہِ وفا میں ان کے سارے جذبے تھے انمول
دستِ دعا ہتھیار تھے ان کے سچائی تھی ڈھال
ان کے آگے کچھ بھی نہیں تھے دنیا کے آزار
ہر شے سے مضبوط تھا ان کا صبر و استقلال
جھکتے تھے ہر حال میں بس وہ اپنے خدا کے آگے
اس کے آگے ہی رکھتے تھے اپنا حال احوال
آخر اک دن رنگ لے آئیں ان کی دعائیں ساری
وقت نے دیکھا ظالم ہو گئے بے بس اور بدحال
حکمِ خدا سے خاک میں مل گئے دشمن کے منصوبے
دیکھتے دیکھتے الٹی ہو گئی دشمن کی ہر چال
بننے لگا تب سارا عالم خوشیوں کا گہوارہ
دور ہوئے یوں خوف کے سائے ہوگئے سب خوشحال
ملتا ہے پھر اہلِ وفا کو صبر کا میٹھا پھل
کرتا ہے وہ اپنے دلاروں کو یوں مالا مال
آج بھی پھر تاریخ چلی ہے ماضی کو دہرانے
آج بھی پھر سے زندہ ہوئی ہیں تابندہ امثال
آج بھی ہیں کچھ لوگ جہاں میں عزم و یقیں کا مظہر
کر نہیں سکتا کوئی بھی ان کے جذبوں کو پامال

(عبدالصمد قریشی)

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 4

گزشتہ مضامین میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات کے حوالہ سے کچھ مشاہدات کو ضبطِ تحریر میں لانے کا موقع ملا۔ ان میں عام طور پر حوالہ وہ دفتری ملاقاتیں تھیں جو حضور انور کی شفقت کے نتیجہ میں خاکسار کو میسر آئیں۔ اس مضمون کا آغاز کرنے سے پہلے ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جب دفتری ملاقات کہا جاتا ہے تو ذہن میں تاثر یہ ابھرتا ہے کہ کسی بڑے افسر سے انتظامی معاملات کے بارہ میں میٹنگ۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حقیقت یوں ہے کہ دفتری ملاقات انفرادی ملاقات سے یوں تو مختلف ضرور ہوتی ہے کہ ایسی ملاقات میں حضور انور کی خدمت میں اپنی ذمہ داریوں کے حوالہ سے رہنمائی کی درخواست کی جاتی ہے۔ ذاتی بات سے احتراز کیا جاتا ہے تاوقتیکہ حضور خود کچھ دریافت فرمالیں یا کوئی ایسی مجبوری ہو کہ وہ بات پیش کرنا ناگزیر ہو۔ مگر ان دفتری ملاقاتوں میں بھی حضور انور کی روحانیت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ بالکل جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاستی امور بھی بیان فرمائے تو وہ بھی روحانیت اور الٰہیات کے نور سے منور تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آخری جماعت کا یہ امام جب انتظامی امور میں بھی ہماری رہنمائی فرماتا ہے، تو بھی ہمیشہ مقدم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہی رہتا ہے۔ چند واقعات جو میرے اپنے مشاہدہ بلکہ تجربہ میں آئے وہ آج پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

☆......انتظامی معاملات میں شعبہ جات کے مابین بلکہ اپنے شعبہ کے اندر ہی دو لوگوں کی رائے میں اختلاف ہوجانا بڑی قدرتی سی بات ہے۔ مگر اختلافِ رائے طول پکڑ جائے اور اس میں جماعتی وقت کا ضیاع ہونے لگے تو یہ بہرحال پسندیدہ نہیں۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے خاکسار کے شعبہ سے متعلق شکایت کے رنگ میں ایک خط حضور انور کی خدمت میں تحریر کیا۔ حضور انور نے سوالیہ نشان کے ساتھ اسے خاکسار کو ارسال فرمایا۔ یہ میرا پہلا تجربہ تھا کہ کوئی خلیفہ وقت کو میرے بارہ میں شکایتی رنگ میں خط لکھے اور حضور سوالیہ نشان کے ساتھ مجھے مارک فرمائیں۔ حد درجہ کوفت اور بے چینی ہوئی۔ شکایت کی کوفت اپنی جگہ تھی مگر یہ کہ حضور کے سوالیہ نشان کا کیا مطلب ہے، یہ مجھے معلوم نہ تھا۔ ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو میرا خیال تھا کہ حضور مجھ سے سب سے پہلے اس خط کے بارہ میں دریافت فرمائیں گے۔ اور معلوم نہیں کہ اگر خدانخواستہ ناراض ہوں گے تو میں یہ سب کیسے دیکھ اور سن سکوں گا۔ مگر حاضر ہوا تو کہیں خفگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ میں نے معاملات اسی ترتیب سے خدمتِ اقدس میں پیش کرنا شروع کئے جس ترتیب سے اپنی نوٹ بک میں لکھ رکھے تھے۔ حضور بڑی محبت سے رہنمائی فرماتے رہے۔ آخر پر عرض کی کہ حضور، وہ خط تھا فلاں صاحب کا جو حضور نے سوالیہ نشان کے ساتھ مجھے ارسال فرمایا ہے۔ حضور مجھے اس پر کیا کرنا ہے؟ حضور کو جواب لکھوں یا ان صاحب کو؟

حضور نے فرمایا کہ ان کو جواب لکھو۔ تعمیلِ ارشاد میں باہر آتے ساتھ ان صاحب کی شکایت کا جواب لکھا، اور چونکہ معاملہ حضور کی طرف سے آیا تھا، نقل حضور انور کی خدمت میں بھی ارسال کر دی۔ اس کے بعد ایک عجیب تکلیف دہ سلسلہ شروع ہوا اور کئی دن تک جاری رہا۔ وہ جواب لکھتے اور حضور کو نقل ارسال کرتے۔ پھر میں جواب دیتا اور حضور کو نقل ارسال کرتا۔ کچھ روز کے بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا پیغام موصول ہوا کہ حضور نے ہم دونوں کو ایک ساتھ حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اب صورتحال کچھ اور بھی سنگین معلوم ہونے لگی۔ دل میں یہ بات کئی مرتبہ آتی کہ مجھے شاید حضور کی خدمت میں نقل نہیں بھیجنی چاہیے تھی۔ مگر انسان اپنی ہر غلطی کو درست ثابت کرنے اور اپنے ضمیر کی آواز کو دبانے کے لئے ہزار بہانے تلاش کر لیتا ہے۔ سو میں بھی دل کو تسلی دیتا رہا کہ انہوں نے پہل کی تھی، میں تو مجبوراً نقل بھیجتا رہا۔ مگر اب جب حضور انور نے یاد فرمایا ہے تو کیا یہ معاملہ عدالت کے رنگ میں پیش ہوگا، جرح کی مجال تو وہاں کسی کو بھی نہیں، وہاں کٹ حجتی بھی ناممکن ہے۔ پھر مقامِ ادب۔ بہت غور وفکر کر کے میں نے دل میں تہیہ کرلیا کہ جو بھی ہوگا، معذرت کرلوں گا اور آئندہ ایسی خط وکتابت میں نہیں پڑوں گا۔

خیر، ہم ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ جاتے ساتھ حضور نے بہت مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ دونوں نے آپس میں خط وکتابت شروع کی ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضور نے پورے معاملہ کے بارہ میں بتایا کہ مسئلہ صرف اتنا سا ہے۔ تم لوگ خواہ مخواہ بات کو طول دے رہے ہو۔ اس طرح کرو، اور اس طرح کرو اور اس طرح بھی کرلو، مسئلہ حل ہوجائے گا۔ ہم دونوں نے حضور کا شکریہ ادا کیا، معذرت کی کہ ہماری وجہ سے حضور کا وقت بھی ضائع ہوا اور اٹھ کر باہر آنے لگے۔ ابھی دروازہ تک ہی پہنچے تھے کہ فرمایا وہ پیچھے جو تھیلا پڑا ہے وہ اٹھاو۔ میں نے بڑھ کر اٹھایا۔ حکم ہوا کہ اس میں کیا ہے، نکالو۔ نکالا تو طاہر ہارٹ فاؤنڈیشن کی طرف سے تیار کئے گئے دل کی شکل کے دو cushion تھے۔ مسکراتے ہوئے فرمایا بس یہ دونوں ایک ایک لے لو اور دل پر رکھ کر سکون سے کام کرو۔ ہم کیا سوچ کر گئے تھے اور ہوا کیا۔ حیرت، شرمندگی، شکر گزاری۔ بات بھی چھوٹی سی تھی، وقت بھی بہت ضائع ہو گیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس چھوٹی سی بات کے لئے حضور کا وقت ضائع ہوا۔

اگلی ملاقات میں حاضر ہوا تو دریافت فرمایا پھر مسئلہ حل ہوگیا تھا؟ عرض کی کہ جی حضور، حل بھی ہوگیا تھا اور بہت معذرت بھی کہ ہماری وجہ سے حضور کو تکلیف ہوئی۔ فرمایا ایسی خط وکتابت میں بالعموم اصل بات پیچھے رہ جاتی ہے اور یہ مقابلہ شروع ہوجاتا ہے کہ اپنی بات کو دوسرے سے اونچا دکھاؤں۔ مل بیٹھ کے بات کرلو تو وہی بات چند منٹ میں حل ہوجائے۔ حضور کی اس بات میں بہت گہرا سبق تھا۔ غور کیا تو واقعی ایسا ہی تھا۔ کہیں نہ کہیں یہ خیال ضرور لکھنے پر اکساتا ہے کہ اب اس بات کا یوں جواب دیا جائے کہ میں سچا لگوں۔ میں غلطی پر نہ نظر آؤں اور فیصلہ میری ہی حق میں ہو۔ یہ بات کہیں کھو جاتی ہے کہ جو بھی انتظامی معاملہ ہے، وہ جماعت ہی کا معاملہ ہے۔ جو فیصلہ بھی ہوگا، وہ اگر خلیفہ وقت کی طرف سے ہوگا تو یقیناً جماعت کے لئے بہتر ہوگا۔ اس میں کسی فرد کی ہار جیت کا کیا سوال۔ پھر یہ کہ مل بیٹھنے میں جو چیز آڑے آتی رہی، وہ بھی تو صرف اَنا ہی تھی۔ اگر ہم مل بیٹھتے اور حسنِ تحریر کے بدنما مقابلہ میں نہ پڑ جاتے تو مسئلہ کب کا حل ہوگیا ہوتا۔

....

☆......اسی طرح ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ فلاں صاحب تم سے بہت نالاں ہیں۔ عرض کی کہ جی حضور، معلوم ہے۔ کوشش بھی بہت کرتا ہوں مگر ان کا دل صاف نہیں ہوتا۔ عام آدمی ہوتا تو یہاں دو طرح کے جواب دے سکتا تھا۔ یا تو مجھ سے ہمدردی ظاہر کرنے والا جواب، یا دوسرے صاحب سے ہمدردی ظاہر کرنے والا۔ مجھے تو ظاہر ہے یہی امید تھی کہ ہمدردی کا مستحق مَیں ہی ہوں۔ مگر حضور نے جو جواب عنایت فرمایا، وہ کہیں گہرا اور توقعات سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھا۔ فرمایا: ہوسکتا ہے تمہاری کوشش کافی نہ لگتی ہو ان کو۔ تم جھک جاؤ۔ عرض کی کہ حضور جھکتا ہوں۔ فرمایا اور جھک جاؤ۔ اگر اگلا تمہارے اتنا جھکنے سے راضی نہیں تو اور زیادہ جھک جاو۔ اتنا جھک جاؤ کہ اگلے کو خود شرم آجائے اور اس کا دل نرم ہوجائے۔

حضور نے زندگی کا ایک رہنما اصول بھی سمجھا دیا اور ہمدردی کسی سے بھی نہیں ظاہر کی۔ آخر ہم دونوں حضور کی اولاد ہی کی طرح تو ہیں۔ کیوں مجھ سے ہمدردی ظاہر کرتے اور دوسرے کو غلط ٹھہراتے۔ میرے لئے اس قدر ارشاد تھا کہ جھکتے جاؤ، اَور جھکو، اَور جھکو۔ اب ظاہر ہے کہ حضور کو معلوم تھا کہ یہ کام آسان نہیں۔ تو اس کام کو بھی یوں آسان فرمادیا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا ہے کہ بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں۔ یہ ذہن میں رکھو گے تو جھکنا آسان ہوگا۔ دوسروں کو بدتر سمجھو گے تو جھکنا ایک مشکل ہی بنا رہے گا۔ کیا ہی زبردست بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمادی اور ہمیں آپ کے خلیفہ نے سمجھادی۔

☆......اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصرع کو اپنے لئے اس طرح پڑھا کرو کہ 'میں ہوں غریب و بے کس وگمنام و بے ہنر'۔

☆......ایک اور موقع پر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں، تو یہ یاد رکھا کرو کہ اللہ تعالیٰ صرف عاجزانہ راہوں پر چلنے والوں کو ہی پسند فرماتا ہے۔

اب دیکھیں کہ یہ سب باتیں دفتری ملاقات کے دوران ہوئیں۔ مگر قرآن کریم، حدیث اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روشنی میں انسان کی رہنمائی کرنے والی باتیں۔ زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھانے والی باتیں۔ ہم نہ سیکھیں تو ہماری بدنصیبی، سیکھ جائیں تو کیا ہی بات۔

....

☆......کسی دفتری معاملہ میں ایک صاحب نے خاکسار کو طویل خط لکھا۔ زیادہ حصہ شکوہ پر مبنی تھا۔ نقل حضور انور کو بھیجی ہوئی تھی۔ خاکسار کے ذہن میں یہ بات تھی کہ حضور انور نے فرما رکھا ہے کہ ایسی خط وکتابت کو طول نہ دیا جائے۔ خاکسار نے اسی حساب سے ان صاحب کی تمام باتوں کا نمبروار جواب لکھا تا کہ ایک ہی خط میں معاملہ حل ہو۔ اور خط وکتابت طول نہ پکڑے۔ ان صاحب کو حضور کی طرف سے کیا جواب گیا، میرے علم میں نہیں۔ مجھے جو جواب آیا وہ یہ تھا: آپ کا جواب تین سطروں سے زیادہ نہ ہو۔ یعنی طول سے مراد صرف خطوط کی تعداد نہیں بلکہ متن کا بھی طویل وعریض ہونا ہے۔ دوبارہ جواب تحریر کیا اور اب اس سے جو سبق حاصل ہوا، اس کے بعد ان صاحب کے کسی بھی خط کے جواب میں اس کے علاوہ کچھ نہیں سوجھتا کہ:

جناب! آپ کا خط موصول ہوا۔

خاکسار کی رائے میں معاملہ یوں نہیں یوں تھا۔

اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہو تو خاکسار معذرت خواہ ہے۔

پس جو جھکنے اور جھکتے چلے جانے کی بات تھی، اس کا عملی انداز بھی سمجھا دیا۔ اَنا جیسی دیو قامت بَلا تین سطروں میں بھلا کہاں سماتی ہے۔ تین سطروں میں تو جو کچھ آئے گا وہ عاجزی سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔

....

☆......ایک مرتبہ کسی بیرونِ ملک سٹوڈیو کا کوئی مسئلہ تھا۔ حضور انور کی خدمت میں بغرضِ رہنمائی پیش کیا گیا۔ حضور نے بڑی تفصیل سے رہنمائی سے نوازا اور فرمایا کہ انہیں یہ سب باتیں خط میں لکھ دو۔ میں نے خط لکھ تو لیا مگر خیال آیا کہ چونکہ حضور انور نے ازراہِ شفقت خود مفصل ہدایات ارشاد فرمائی تھیں، لہٰذا بھیجنے سے پہلے حضور کو دکھا لیا جائے۔ ملاقات میں حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں یہ بات جو تم نے لکھی ہے اس سے یہ سوال پیدا ہوگا اور وہ پھر پوچھیں گے، پھر تم جواب لکھو گے۔ جو بات لکھو یہ سوچ کر لکھا کرو کہ اس سے مزید کیا سوالات پیدا ہو سکتے ہیں اور اپنے جملوں کو اس طرح جامع رکھا کرو کہ متوقع سوال کا جواب بھی آجائے۔ ورنہ یونہی خط اور پھر اس کا جواب اور پھر جواب الجواب چلتے رہتے ہیں۔ وقت ضائع ہوتا ہے۔

....

☆......ہمارے انتظامی معاملات میں حضور کی نگاہِ مبارک کہاں تک جاتی ہے، اس کے ان گنت واقعات کے مشاہدہ کا موقع محض خدا تعالیٰ کے فضل سے میسر آیا۔ چند واقعات پیش ہیں:

خاکسار کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے رفقائے کار کے کام کا ذکر حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ کرتا رہوں۔ اور تو ہم ان کے لئے کچھ کر نہیں سکتے، اتنا تو کریں کہ ان کی کاوشوں کا ذکر حضور کی خدمت میں کرتے رہیں تا کہ ان کے لئے دعا کا موقع پیدا ہو۔ جلسہ سالانہ یوکے کے تینوں دن ایم ٹی اے کی نشریات مسلسل جاری رہتی ہیں۔ جلسہ کے اجلاسات کے وقفہ کے دوران گفتگو کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ ان پروگراموں کے میزبان حضرات کے نام جلسہ سے بہت قبل حضور انور کی خدمت میں پیش کئے گئے جو حضور نے ازراہِ شفقت منظور فرمائے۔ جلسہ کی نشریات اللہ کے فضل سے بہت کامیاب رہیں۔ اتوار کو جلسہ ختم ہوا تو اگلی صبح جلدی جلدی حضور کی خدمت میں خط لکھا اور بتایا کہ الحمدللہ جلسہ کی نشریات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئیں۔ سب پروگرام بہت کامیاب رہے اور ناظرین نے پسند بھی کئے۔ نیز یہ کہ ان پروگراموں کے میزبان حضرات کی فہرست ذیل میں درج ہے، حضور سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حضور کا خوشنودی والا جواب آیا۔ الحمدللہ۔ دعا۔ ......اگر (فلاں) کا نام بھی لکھ دیتے تو کوئی حرج نہیں تھا۔

خط کو دیکھ کر ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ میں ان صاحب کا نام کس طرح بھول گیا۔ وہ تو ہمارے بڑے اچھے پریزینٹر ہیں، کام بہت محنت سے کیا ہے۔ چونکہ دعائیہ فہرست بغیر اصل فہرست کو دیکھے تیار کی تھی اور عجلت میں خط ارسال کر دیا تھا، لہٰذا اس عزیز دوست کا نام لکھنے سے رہ گیا۔ دکھ، افسوس اور ندامت اور ایسے دیگر جذبات دل میں پیدا ہوئے۔ مگر سب سے بڑھ کر حیرت کہ میں یہ نام کس طرح بھول گیا، مگر اس سے بھی زیادہ حیرت کہ ایک نام جو

رہ گیا وہ حضور کو یاد تھا۔ بغیر کسی فہرست کو دیکھے۔ حضور کی خدمت میں دوبارہ خط تحریر کیا، معذرت کی اور ان صاحب کی دن رات کی محنت کا ذکر کر کے ان کے لئے الگ دعا کی درخواست کی۔

اگرچہ یہ نام سہوارہ گیا تھا، مگر یہ پورا واقعہ ایک بھرپور سبق تھا۔ ایک تو یہ کہ کبھی خلیفۂ وقت کی خدمت میں کچھ بھی لکھتے ہوئے ہمیشہ تمام میسر معلومات سامنے ہونی چاہیئں۔ حافظہ پر بھروسہ کافی نہیں۔ دوسرا یہ کہ حضور کو خط بھیجتے وقت کبھی عجلت سے کام نہیں لینا چاہیے۔ جو کچھ میں لکھ رہا تھا، وہ نہایت نیک نیتی سے ایک درخواستِ دعا تھی۔ کوئی ہنگامی منظوری یا رہنمائی نہیں مانگ رہا تھا۔ کیا حرج تھا کہ منظوری والے خط سے سب نام درج کرتا اور پھر خط پیش کرتا۔ کیونکہ جہاں خط بھیجا جا رہا ہے، وہاں یا تو سب مستحضر رہتا ہے یا پھر خدا عین اس مقام پر لا کر خلیفہ وقت کی نظر کو ٹھہرا دیتا ہے جہاں کچھ کمی ہوتی ہے۔

☆......یہ تجربہ تو گلشنِ وقفِ نو کی کلاسوں میں ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ ہوا۔ حضور کے سامنے محمود ہال میں ایک نہیں، دو نہیں ایک صد یا اس سے بھی زائد واقفین نَو بیٹھے ہیں۔ دور کونے میں بیٹھے ایک بچہ کو مخاطب کر کے فرمایا تمہارا نام ظافر تو 'ظ' سے نہیں لکھتے؟ انتظامیہ نے 'ض' سے لکھ دیا ہے۔ ہم حیران کہ اتنے سب میں سے صرف ایک بچہ کے کارڈ پر اس کے نام میں املاء کی غلطی ہوئی۔ مگر حضور نے اسی کو مخاطب کیا، اسی کے کارڈ پر اتنی دور سے نظر بھی پڑ گئی اور اس باریکی سے پڑ گئی کہ اس کے نام کی املاء تک نظر آ گئی۔

☆......کلاس کے دوران بچوں نے جو کچھ پڑھنا ہوتا ہے، وہ مواد حضور کے سامنے بھی رکھا ہوتا ہے تا کہ حضور کچھ دیکھنا چاہیں اور اصلاح فرمانا چاہیں تو سہولت ہو۔ یہ مواد خاکسار بھی اپنے پاس رکھتا تھا اور جوں جوں بچہ اسے پڑھتا جاتا، خاکسار اپنے پاس صفحات پلٹتا جاتا تا کہ کہیں حضور کچھ دریافت فرمالیں تو اس وقت ڈھنڈیا نہ مچے بلکہ متعلقہ حصہ سامنے ہو۔ یہ مواد عموماً جُوں کا توں پڑا رہتا ہے۔ مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پڑھنے والے نے ابھی پڑھنا شروع کیا ہے۔ میری نظر پڑ گئی کہ آگے جا کر ایک جگہ پر ٹائپ کرنے میں غلطی ہوگئی ہے یا کوئی اور غلطی ہے۔ ابھی پڑھنے والا بچہ وہاں نہیں پہنچا۔ مگر حضور انور نے اسی لمحہ وہ مواد اٹھایا۔ ایک، دو، تین، چار صفحات پلٹے اور عین اس جگہ پر پہنچ کر نظر اٹھائی، مسکرائے، میری طرف دیکھا اور کاغذات واپس رکھ دیئے۔ اسی وقت یا بعد میں اس کی اصلاح بھی فرمادی۔

☆......سب جانتے ہیں کہ حضور انور کے شب و روز کس قدر مصروف اور معمور الاوقات ہیں۔ حضور نے خود بھی کئی مواقع پر فرمایا کہ ٹی وی دیکھنے کا وقت کم کم ملتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ خبریں سن لیتا ہوں۔ مگر بلا مبالغہ درجنوں مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ کبھی ملاقات میں، کبھی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ذریعہ پیغام بھجوا کر اور کبھی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر سے فون ملوا کر خود فون پر حضور نے فرمایا کہ ابھی میں نے ایم ٹی اے لگایا، یا یہ کہ کل رات ایم ٹی اے اتفاقاً لگایا تو فلاں پروگرام چل رہا تھا اور فلاں بات بیان ہو رہی تھی۔ فلاں صاحب نے یہ بات کی۔ یہ یوں نہیں یوں ہونی چاہیے تھی۔ اسے درست کرواؤ۔ حضور کی روٹین تو سب کے سامنے ہے۔ جو یہاں لندن میں نہیں رہتے یا جنہیں کسی بھی وجہ سے یہ معلوم نہیں، عابد وحید خان صاحب کی ڈائری اور پرائیویٹ سیکرٹری کا صاحب کا ایم ٹی اے پر نشر ہونے والا انٹرویو اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ حضور کے معمولات کس قدر بھرپور ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ یہ حصے جن کی اصلاح حضور نے متعدد مواقع پر کروائی، وہ اسی وقت نشر ہونا مقدر تھے جب حضور انور کی نگاہِ مبارک ٹی وی پر پڑی۔ غالب نے تو شاعرانہ تعلّی میں کہہ دیا کہ 'آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں'۔ اصل میں تو غیب سے آنے والے مضامیں کا نظارہ ہمارے یہاں نظر آتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ حضور انور کے ذریعہ ہماری اصلاح کے سامان پیدا فرماتا ہے۔

....

☆......بیت الفتوح میں ایم ٹی اے کے دفاتر آنے سے قبل دسمبر 2004ء سے اگست 2009ء تک خاکسار ایم ٹی اے کے دفتر واقع مسجد فضل لندن میں تعینات تھا۔ یہاں سب سے بڑی نعمت تو یہ میسر تھی کہ تمام نمازیں حضور انور کی اقتدا میں ادا کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ ایک اور پُر لطف بات یہ تھی کہ حضور انور کچھ ماہ کے وقفہ سے کسی بھی وقت ایم ٹی اے میں تشریف لے آتے۔ ایسے مواقع پر ہماری تو عید ہو جاتی۔ جو چند لمحات حضور انور ایم ٹی اے میں گزارتے وہ آج تک ہم سب کارکنان کے ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ باہمی گفتگو میں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی بڑا لطف لیتے ہوئے کسی ایسے ہی موقع پر ارشاد فرمودہ حضور کی کسی بات کا تذکرہ کر دیتا ہے۔ جونہی ہمیں کسی بھی طرح معلوم ہو جاتا کہ حضور انور ایم ٹی اے تشریف لا رہے ہیں، تو ہم سب اپنے دفتروں اور میزوں کی شکل صورت سنوارنے میں لگ جاتے۔ ایسے میں جو ہوتا ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ یعنی وہ جو کیفیت ہے کہ 'کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں'۔ جیسے کسی غریب کے گھر کوئی بہت عالی مرتبت مہمان آ نکلے تو وہ اپنا تمام اسباب چارپائیوں کے نیچے اور الماری میں گھسا کر ظاہری صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنے لگتا ہے، وہی حالت ہماری ہوتی۔ تمام کاغذ سمیٹ کر کسی ایک فائل میں رکھ لئے۔ جلدی جلدی جھاڑ پونچھ شروع کر دی۔ اتنے میں حضور سے پہلے حضور کی خوشبو آ جاتی اور پھر حضور انور کے مبارک قدم ہمارے دفتر میں تشریف لاتے۔ ایک سے زائد مرتبہ ایسا ہوا کہ ساتھ کچھ پُرشفقت گفتگو فرماتے اور ساتھ ہی چلتے ہوئے دفتر کی اس الماری کے سامنے پہنچ جاتے جہاں ہم غریبوں نے تمام اسباب ٹھونس رکھا تھا۔ اسے کھولا، حالت دیکھی اور پھر الماری بند کر دی۔ ساتھ ہدایت فرما دی کہ چیزیں ایسی بے ترتیب نہیں ہونی چاہئیں۔ میں تو خود اپنے دفتر کی صفائی کرتا ہوں۔ ایک برش رکھا ہوا ہے، خود ہی صبح آ کر اس سے دفتر کی جھاڑ پونچھ کر لیتا ہوں۔ میں کر لیتا ہوں تو تم لوگ کیوں نہیں کر سکتے؟

بجز ندامت جواب میں پیش کرنے کو کچھ نہیں۔ مگر دل میں آئندہ کے لئے عہد کر لیا کہ روزانہ دفتر کی جھاڑ پونچھ ضرور کرنی ہے۔ اور یہ کہ اب بس آئندہ ہر چیز ترتیب سے اپنی جگہ پر رکھنی ہے۔ آئندہ ایسی صورتحال نہ ہوگی۔

اب ہوا یہ کہ ہم روزانہ یہ اہتمام کرنے لگے کہ ہر چیز ترتیب سے پڑی ہو۔ مگر حضور تشریف ہی نہیں لائے۔ کئی ماہ یوں ہی گزر گئے۔ روزانہ انتظار کہ شاید آج، شاید کل، شاید پرسوں، مگر انتظار لمبا ہوتا گیا۔

پھر ایک روز ہماری قسمت جاگی اور حضور انور اچانک ایم ٹی اے میں تشریف لے آئے۔ دل میں یہ اعتماد کہ آج تو کچھ بھی بے ترتیب نہیں۔ تشریف لائے۔ بڑی محبت سے کچھ دیر دفتر میں قیام فرمایا۔ کچھ باتیں دریافت فرمائیں۔ یہاں کون بیٹھتا ہے؟ یہ کس کا میز ہے؟ یہ کس چیز کی فائل ہے؟ وغیرہ۔ اور میں دل میں بہت خوش کہ آج سب اچھا رہا۔ اچانک حضور مڑے اس چھوٹی سی الماری کا دروازہ کھولا جس میں کھانے کی پلیٹیں اور پرچیں پیالیاں رکھی تھیں۔ ہمارے ایک رفیق کار نے لنگر سے آنے والے کھانے کے گلوں میں رنگ بھرنے کے لئے اندر اچار کا ایک ڈبا رکھ چھوڑا تھا۔ اگرچہ وہ اس کا ڈھکن خوب زور سے بند کر کے رکھتے، مگر ہم سب جانتے ہیں کہ اچار اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے، اور عشق اور مشک کی طرح اپنی موجودگی کا خود احساس دلاتا ہے۔ اسے دیکھا اور فرمایا کہ ایسی چیزیں اگر کمرے میں پڑی رہیں تو کمرے میں بدبو پھیل جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عادی ہو جانے کے باعث ہمیں خود محسوس نہ ہو، مگر آنے جانے والے کو محسوس ہو جاتی ہے۔ یہ ایم ٹی اے کا دفتر ہے، یہاں تو باہر سے بھی مہمان آتے ہیں۔ ان پر کسی بھی طرح برا تاثر نہیں پڑنا چاہیے۔ جماعت سے منسوب ادارہ کو کس باریکی سے ہر بات کا خیال رکھنا چاہیے، یہ سبق حضور کی اس بات سے کس قدر ظاہر و باہر ہے۔

....

☆...... 2008ء میں خلافت جوبلی کے سلسلہ میں ایم ٹی اے نے عالمی مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ پاکستان، امریکہ، کینیڈا سے مہمان شعرا کو دعوت دی گئی تھی۔ اس وقت تک خاکسار بھی مشاعرہ پڑھ لیا کرتا تھا۔ اس وقت کے چیئرمین سید نصیر شاہ صاحب نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور انور اس مجلس میں رونق افروز ہوں، تو حضور نے فرمایا کہ آپ لوگ کریں، میں آسکا تو آجاؤں گا۔ جلسہ کے ایام سے کچھ پہلے کی بات تھی۔ حضور کے دن کے چوبیس گھنٹے پہلے ہی معمور الاوقات ہوتے ہیں، جلسہ کے ایام میں کئی گُنا زیادہ مصروفیت بھی انہی چوبیس گھنٹوں میں درانہ در چلی آتی ہے۔ حضور انور مشاعرہ میں تشریف نہ لائے۔ اگرچہ ہم سبھی سمجھتے تو تھے کہ حضور انور کی مصروفیت کا کیا عالم ہے، مگر امید موہوم ہی سی کیوں نہ ہو، اس کے پورا نہ ہونے کا رنج تو انسان کو ہوتا ہی ہے۔ اور وہ بھی اگر بات ہو حضور انور کے دیدار اور آپ کی مبارک مجلس سے مستفیض ہونے کی۔

اگلے روز خاکسار ایم ٹی اے کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ اچانک حضورِ انور تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ کل مشاعرہ میں تم نے بھی کچھ پڑھا تھا؟ عرض کی کہ جی حضور، کچھ اشعار پڑھے تھے۔ کیا اشعار پڑھے تھے؟۔ یہ کہتے ہوئے حضور انور دفتر کی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر تشریف فرما ہو گئے۔

مجھے عام طور پر تو اپنے شعر یاد رہا کرتے ہیں مگر اس وقت ذہن بالکل خالی پایا۔ جیبیں ٹٹولنا شروع کیں وہ بھی خالی تھیں، درازیں کھول کھول کر ان میں جھانکتا رہا، پھر اپنے بیگ کی جیبیں دیکھیں تو وہاں وہ کاغذ مل گیا جس پر وہ اشعار درج تھے۔ فرمایا سناؤ کیا پڑھا تھا۔ خاکسار نے اشعار پیش کئے۔ فرمایا چلو کل مشاعرہ میں تو نہیں آیا، البتہ تمہارے شعر سن لئے ہیں۔ خوشی کا جو عالم تھا، وہ بیان کرنا مشکل ہے۔ عام سے اشعار تھے، مگر اللہ تعالیٰ نوازتا ہے تو بِلا حساب نواز دیتا ہے۔ حضور کی شفقت کا بھی عجیب حال ہے۔ یہاں بھی وہی بِلا حساب نوازنے اور بے حساب نوازنے والی صورت ہی ہوتی ہے۔ ابھی اس خوشی کو سمیٹ رہا تھا کہ حضور کے سامنے ہمارے ایک رفیقِ کار کی میز تھی۔ حضور کی نگاہ اس میز کے نیچے کہیں مرکوز نظر آئی۔ میں نے بھی وہاں دیکھا تو وہاں ان کے پرنٹر کے پیچھے چائے کے کچھ chronic قسم کے نشانات تھے۔ فرمایا انہیں کہنا چائے کے نشان تو صاف کر لیں۔

یعنی ایسے میں بھی حضور کی نگاہ مبارک اس باریک گوشے میں پہنچی جو گویا عام نظر سے پوشیدہ تھا۔ شاید یہ دھبے رہ بھی اسی لئے گئے تھے مگر حضور کی نظر وہاں بھی پہنچی اور بڑی محبت سے اصلاح فرمادی۔ اگرچہ اس لئے کہ حضور انور کی آمد کا خیال رہتا تھا، مگر الحمدللہ، یوں صفائی کا خیال رکھنے کی عادت پڑ گئی (اگرچہ ابھی بہت گنجائش باقی ہے)۔

☆......حضور کے ایم ٹی اے میں تشریف لانے کی بات چل رہی ہے تو ایک اور واقعہ یاد آیا۔ ایک روز صبح دس بجے کے قریب دفتر پہنچا تو ٹرانسمیشن کے شعبہ میں خاصی گہما گہمی نظر آئی۔ معلوم ہوا کہ آج صبح فجر کی نماز کے کچھ دیر بعد حضور ایم ٹی اے تشریف لائے تھے۔ اس وقت ڈیوٹی پر ایک صاحب موجود تھے۔ چونکہ ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے تمام پروگرام شیڈول کے مطابق automated طریق پر چلتے رہتے ہیں۔ کمپیوٹر خود ہی ایک پروگرام ختم ہو جانے کے بعد اگلا پروگرام شروع کر دیتا ہے۔ یوں ڈیوٹی پر موجود صاحب اس اطمینان میں اپنی ڈیوٹی دے رہے تھے کہ حضور انور تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا کہ ابھی کچھ دیر پہلے کچھ سیکنڈز کے لئے ایم ٹی اے کی نشریات میں خلل آیا۔ خالی سکرین آ رہی تھی اور کوئی آواز نہ تھی۔ کیا ہوا تھا؟ مگران صاحب نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے اس وقت وجہ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر انہیں معلوم نہ ہو سکی۔ حضور تو تشریف لے گئے مگران صاحب نے اپنے شعبہ کے نگران کو فون کیا، شعبہ کے نگران نے چیئرمین صاحب کو فون کیا اور یوں ایک ہنگامی صورتحال پیدا ہو گئی۔ کیا مسئلہ تھا، کیوں ہوا تھا، کیسے ہوا تھا سب معلومات حاصل کر کے حضور انور کی خدمت میں ارسال کی گئیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ شعبہ ٹرانسمیشن کے نگران کچھ روز صبح، شام، رات ایم ٹی اے میں بسر کریں گے۔ ایم ٹی اے ہی میں قیام ہو گا اور ہر وقت نظر رکھیں گے کہ نشریات میں اس طرح کا خلل واقع نہ ہو۔ ان کے قیام کا یہ عرصہ کوئی دو ماہ پر محیط ہو گیا اور اس چند ثانیوں کے خلل کے اندیشہ کا اچھی طرح تجزیہ کیا گیا اور آئندہ کے لئے ایسے خلل کا سدّباب کیا گیا۔ بتانا یہ مقصود تھا کہ ایم ٹی اے پر ہونے والے اس چند ثانیوں کے خلل کو صرف اور صرف حضور انور نے دیکھا اور اس پر سخت نوٹس لیا۔ جو ذمہ دار تھے وہ بھی بے خبر تھے۔ مگر حضور انور نے اسی وقت ایم ٹی اے لگایا جس وقت یہ واقعہ پیش آنا تھا۔ اس سے حضور انور کی نظر میں ایم ٹی اے کی جو اہمیت ہے وہ بھی سمجھ آتی ہے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی صورت میں ایک لاجواب نعمت سے نوازا ہے جو ساری جماعت کو خلیفہ وقت سے رابطہ میں رکھے ہوئے ہے۔ حضور کی ایم ٹی اے کے لئے یہ توجہ اور محبت دراصل اس محبت کی غمّاز ہے جو حضور کے دل میں جماعت کے لئے موجزن ہے۔ خلیفۂ وقت کا رابطہ جماعت سے چند ثانیوں کے لئے بھی کیوں ٹوٹے؟ اب اس رابطہ کا ٹوٹنا جماعت کے لئے قابل قبول ہے، نہ خلیفۂ وقت کے لئے۔

....

☆......کچھ اور واقعات پیش ہیں جو انتظامی امور میں ہمارے لئے رہنما اصول کا درجہ رکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور انور کی خدمت میں ایک تجویز پیش کی جس میں ہمارے شعبہ کو کسی دوسرے شعبہ کے ساتھ کام کرنا تھا۔ حضور نے تجویز سن کر فرمایا کہ ٹھیک ہے، ان سے بھی پوچھ لو۔ بلکہ اس طرح کرو کہ انہیں خط لکھو کہ میں آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ براہ مہربانی کچھ وقت عنایت فرمائیں۔ پھر جو وہ وقت دیں، اس وقت پر جاؤ اور اپنی تجویز پیش کر کے ان سے بات کرلو۔ وہ بھی

خوش ہوجائیں گے،تمہارا کام بھی ہوجائے گا۔

جن سے ملنے جانا تھا، وہ یوں بھی بہت شریف اور نجیب آدمی ہیں۔حسبِ ارشاد ایسا ہی کیا۔وہ بڑی محبت سے ملے۔ بڑی محبت سے بات سنی اور بلا تامّل اس تجویز پر رضامندی ظاہر کردی جو دونوں شعبہ جات کے باہمی الحاق سے ایک کام کرنے کی صورت میں تھی۔ یہاں بھی حضور نے یہ تعلیم دے دی کہ جس طرح بھی ہوسکے،خود کو دوسروں سے بہتر تو دور کی بات، برابر بھی نہ سمجھا جائے بلکہ خود کو نیچا اور کمتر سمجھ کر بات کی جائے،خواہ مخاطب کوئی بھی ہو۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگوں سے ملا کرو تو بہت خوش دلی سے ملا کرو۔ اتنی خوش دلی سے کہ دوسرا شخص تم سے مل کر بہت خوش ہو۔عرض کی کہ حضور کوشش تو یہی کرتا ہوں ،مگر حضور سے دعا کی درخواست ہے تا کہ کہیں کمی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بھی دور فرمادے۔ بڑی محبت سے فرمایا کہ ہر آدمی کے خوش ہونے کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ضروری نہیں کہ جس بات پر تم خوش ہوتے ہو، دوسرا بھی اتنی بات پر خوش ہوتا ہو۔ ہوسکتا ہے اس کی خوشی کا معیار مختلف ہو۔اس لئے تم اپنی طرف سے پورا زور لگا دیا کرو۔اگر کسی کو یہ اچھا لگتا ہے کہ تم سلام کرکے رک کر کچھ بات بھی کرو۔ یا ہاتھ ملاتے وقت تمہارے تھوڑا جُھکنے سے خوش ہوتا ہو تو تھوڑا جھک کر مل لو۔کیا حرج ہے اگر دوسرا آدمی تمہاری کسی حرکت سے خوش ہوجائے۔مگر ساتھ ہی فرمایا کہ کسی کو خوش کرنے اور کسی کی خوشامد کرنے میں فرق ہے۔بعض لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ کسی سے خوش دلی سے بات کروں گا تو وہ خوشامد نہ سمجھ لے۔ خوشامد تو ناجائز کام کروانے کے لئے کسی کو خوش کرنے کا نام ہے۔ جب کہ کسی کو خوش کرنے کی کوشش ایک نیکی ہے۔حضور کے معیار پر تو شاید ہم میں سے کوئی بھی پورا نہیں اتر سکتا، مگر میرا تجربہ ہے کہ محبت سے ملنے کے بہت فوائد ہیں۔لوگ بھی آپ کو خوشی سے ملنے لگتے ہیں کہ یوں وہ محبت فروغ پاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے ذریعہ سے سکھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں سکھائی کہ مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے،اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں سکھائی کہ

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

....

ایک دوست جو ایک صیغہ کے افسر بھی ہیں مجھ سے اپنے ایک کارکن کا اکثر گلہ کیا کرتے کہ وہ عجیب ذہنی کیفیت میں ہے۔آتا ہے تو مہینوں آتا رہتا ہے، غائب ہوتا ہے تو مہینوں اپنے ذہنی دباؤ میں گھر پڑا رہتا ہے۔اس سے رابطہ بھی ممکن نہیں ہوتا۔ میں نے بہت برداشت کرلیا ہے، اب حضور سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اسے فارغ کر دیا جائے۔ بظاہر بات میں کوئی برائی بھی نہ تھی کیونکہ سبھی اپنے اپنے شعبہ کی بہتری چاہتے ہیں اور کوئی بھی نہیں چاہتا کہ کسی کارکن کی طرف سے ہمہ وقت بے یقینی کا شکار رہے۔ لہٰذا خاکسار نے تو کوئی مشورہ نہ دیا۔ ایک روز وہ دوست بتانے لگے کہ آج میں نے حضور سے ملاقات کے دوران عرض کردی کہ حضور وہ کارکن کئی ہفتوں سے کام پر حاضر نہیں ہوا۔الاؤنس بھی ہر ماہ مل رہا ہے۔آنے جانے کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ درخواست ہے کہ انہیں فارغ کر دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مجھے اس کی ذہنی کیفیت کا پتہ ہے۔الاؤنس آپ کی جیب سے تو نہیں جاتا۔ جیسے آتا ہے جب آتا ہے، آلینے دو۔ٹھیک ہوجائے گا۔

خاکسار اس بات کا گواہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد ان کے وہ کارکن باقاعدگی سے آنے لگے، ان کی شادی کی باتیں چلنے لگیں، پھر شادی بھی ہوگئی اور وہ بڑی ہنسی خوشی کام پر بھی نہایت باقاعدگی سے حاضر ہونے لگے، اور آج تک ہو رہے ہیں۔

عجیب معاملات ہیں۔یہی باتیں تو ہمیں بتاتی ہیں کہ خلیفۂ وقت کو کبھی محض کسی بڑے بین الاقوامی ادارہ کا محض ایک سربراہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ان کے سپرد اللہ نے جماعت کا انتظام اور انصرام کر رکھا ہے، مگر سب سے پہلے انہیں اپنے اذن سے چنا ہے، پھر روح القدس کے ذریعہ طاقت دے کر انہیں کھڑا کیا ہے، گویا اپنی روح پھونک دی ہے۔ وہ وجود تو مجسم دعا ہے۔ ہم دعا کی درخواست کرتے ہیں اور کرنی بھی چاہیے، مگر یہ بھی کیا عجیب بات ہے کہ کسی کی شکایت بھی کی گئی ہو تو وہ دعا بن جائے اور بغیر دوسرے شخص کے علم میں آئے وہ دعا اس کے لئے اکسیر کا کام کر جائے۔ پس ہم کیسے نہ مانیں کہ وہ وجود دعا ہی دعا ہے۔ جو رابطہ اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے، وہ ہمارے ادراک سے باہر ہے۔ ہم اس کا احاطہ نہیں کرسکتے، لہٰذا بجائے اس کا احاطہ کرنے کی کوششوں میں سرگرداں رہنے کے، کیوں نہ اس کی دعاؤں کو جذب کرنے کی کوشش کی جائے۔

دنیا کی دانشگاہوں میں organisational behaviour کا مضمون ترقی کرتا کرتا اس مقام تک جا پہنچا ہے جہاں اس میں پی ایچ ڈی کی ڈگریاں دی جاتی ہیں۔مگر کوئی دانشگاہ انتظامی صلاحیتوں کی تعلیم دیتے ہوئے تقویٰ کا سبق نہیں دیتی۔ یہ سبق اِس دَور میں اگر کسی دانشگاہ میں ہے، تو وہ اسی دانشگاہ میں ہے جسے ہم خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے نام سے جانتے ہیں۔

اس مضمون کو پڑھ کر میرے دوست احباب ضرور کہیں گے (کچھ برملا، کچھ دل میں) کہ اصلاح کے اس قدر مواقع کے باوجود اسے دیکھو کہ کچھ فرق نہیں پڑا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا مقصد ہرگز یہ دعویٰ کرنا نہیں کہ ان امور میں میری اصلاح ہوگئی ہے۔مقصد صرف اس قدر ہے کہ حضور نے ایسے باریک امور کی طرف توجہ دلائی کہ حضور کی توجہ نہ ہوتی تو شاید اس طرف نگاہ بھی نہ جاتی۔حضور ہمارے رہنما ہیں، ہماری رہنمائی فرماتے ہیں، ہم ان راہوں کے سالک ہیں ۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہمارے قدم ان راہوں پر اٹھتے چلے جائیں جن پر حضور ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: نماز جنازہ از صفحہ 2

پابند،تہجد گزار، دعا گو، نیک فطرت، غرباء کے ہمدرد اور ایک نڈر داعی الی اللہ تھے۔خلیفۂ وقت کی تحریکات پر خود بھی عمل کرتے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔آپ محبت کرنے والے ایک مثالی باپ اور شوہر تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم لقمان احمد قمر صاحب (مربی سلسلہ) کے والد تھے۔

(3) مکرم شیخ طارق جاوید صاحب(ابن مکرم شیخ غلام سرور صاحب۔فیصل آباد): آپ 5 جنوری 2017ء کو ایک حادثے میں 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ بہت مہمان نواز، شفیق، ہمدرد اور مخلص انسان تھے۔خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی۔ قادیان سے آپ کو بہت محبت تھی اور اکثر '' قادیان دارالامان'' والی نظم زیرلب گنگناتے رہتے تھے۔خطبہ جمعہ خود بھی غور سے سنتے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم امۃ النصیر صاحبہ (اہلیہ مکرم رفیق احمد صاحب۔ جرمنی): آپ 21/دسمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریبوں کی ہمدرد اور خلافت سے والہانہ عشق رکھنے والی خاتون تھیں۔ ہر جماعتی پروگرام میں وقت کی پابندی کے ساتھ شریک ہوتیں۔جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح جرمنی تشریف لاتے تو حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیت السبوح پہنچ جاتیں اور پھر سارے دورہ کے دوران حضور انور کی اقتدا میں ہر نماز میں شامل ہونے کے لئے بیتاب رہتیں۔

....

❁...... مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 25 جنوری 2017ء بروز بدھ، نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مکرمہ نسرین کوثر رحمان صاحبہ (اہلیہ مکرم حبیب الرحمان صاحب۔ہاؤنسلو ساؤتھ، یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

آپ 22 جنوری 2017ء کو 61 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت نیک، دیندار، صابرہ وشاکرہ، اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ ذاتی ضروریات پر جماعتی کاموں کو ہمیشہ ترجیح دیتیں۔اپنے بچوں کی تربیت کا بھی خیال رکھتیں اور علاقہ کے دوسرے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ سفر کرکے کلاسیں لینے جایا کرتی تھیں۔خلافت سے اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتی تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔مکرم رشید احمد صاحب (آف افغانستان): 10 جنوری 2017ء کو 53 سال کی عمر میں اچانک ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ تقریباً تین سال سے خادم مسجد کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔شعبہ ضیافت میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔امانتداری اور صداقت آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ مکرم رسول محمد صاحب (صدر جماعت) کے بہنوئی تھے۔

2۔مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری اعجاز احمد بسرا صاحب۔ ٹورانٹو، کینیڈا): 11 دسمبر 2016ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 67 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے پاس کوئی تنظیمی عہدہ تو نہیں تھا لیکن پھر بھی آپ ہمیشہ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ خلافت کی سچی مطیع، ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، خاموش طبع، خدمت گذار، بہت نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔مکرم عبد السلام ٹاک صاحب (سرینگر، کشمیر): 27 دسمبر 2016ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ مرحوم کے والد حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب آف یاری پورہ، کشمیر کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1906ء میں بیعت کی۔ بچپن میں ہی والد صاحب کی وفات ہوگئی لیکن نامساعد حالات کے باوجود انہوں نے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ کچھ عرصہ برٹش انڈین آرمی میں بھی رہے۔آپ نے لمبا عرصہ بطور امیر اور زونل امیر سری نگر خدمت کی توفیق پائی۔ سب کے ساتھ بہت شفقت اور پیار کے ساتھ پیش آتے۔مرحوم بہت سادہ اور عاجز شخصیت کے مالک تھے اور ہر ایک میں خوبیاں تلاش کیا کرتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے۔آپ کو قرآن مجید کے کشمیری ترجمہ میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت بھی پائی۔پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

4۔مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب (آف منگورہ سوات۔حال تلونڈی بھنڈراں ضلع نارووال): 13/اکتوبر 2016ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو مسلسل 24 سال صدر جماعت سوات کے طور پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ بہت مخلص احمدی تھے۔خدمت خلق کے کاموں میں اور مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ بڑی ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔1998ء میں جماعتی مقدمات کا بھی سامنا رہا جن کا ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔

5۔مکرمہ محمد بیوی صاحبہ (اہلیہ مکرم عمر حیات صاحب آف ادرحماں ضلع سرگودھا): 24 اگست 2016ء کو 48 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نہایت سادہ مزاج اور اچھے اخلاق کی مالک، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ باقاعدگی سے نمازیں ادا کرتی تھیں اور خلافت کے ساتھ بہت گہرا محبت کا تعلق تھا۔

6۔مکرمہ محمودہ ریاض صاحبہ (اہلیہ مکرم سید ریاض احمد ناصر صاحب۔ سرگودھا): 15 مارچ 2016ء کو 78 سال عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔موصوفہ کے دادا مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی اور نانا مکرم ڈاکٹر مرزا محمد افضل بیگ صاحب آف لائل پور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔آپ نمازوں کی پابند، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی اور کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی نیک مخلص خاتون تھیں۔

7۔مکرمہ فرحت جبین صاحبہ (اہلیہ مکرم سعید احمد وسیم صاحب۔ دارالنصر وسطی ربوہ): 31 جولائی 2016ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نمازوں کی پابند، جماعتی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے والی، غرباء سے ہمدردی اور حسن سلوک رکھنے والی بہت مخلص خاتون تھیں۔ چِپ بورڈ فیکٹری جہلم میں بطور نائب صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔

8۔مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد شریف صاحب۔ دارالصدر غربی ربوہ): 5 دسمبر 2015ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ جماعتی خدمات اور مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

9۔مکرمہ زاہدہ سلطانہ ہاشمی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اکرم خان صاحب۔ دارالصدر شرقی ربوہ): 12 ستمبر 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ فضل عمر سکول کی ریٹائرڈ ٹیچر تھیں۔ بیماری میں بڑے صبر اور حوصلہ سے زندگی گزاری۔آپ کے خاوند سلسلہ کے پرانے کارکنوں میں سے ہیں۔مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

10۔عزیزم حمدان محسن (ابن مکرم محسن بشیر صاحب۔ساکن بیت التوحید۔نظر محلّہ، لاڑکانہ) نومولود 15/اکتوبر 2016ء کو پیدائش کے 2 دن بعد وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔نومولود کے والد قائد مجلس لاڑکانہ شہر اور نائب قائد ضلع رہ چکے ہیں۔ ان کا سارا خاندان ہمیشہ سلسلہ کی خدمت میں پیش پیش رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت اُمّ عمّارہ رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں حضرت اُمّ عمّارہؓ کی سیرۃ وسوانح کا مختصر ذکر مکرمہ سیّدہ نیّر طاہر صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت اُمّ عمّارہؓ کا اصل نام نسیَبہ بنت کعب بن عمر تھا۔ انصار کے قبیلہ خزرج کے نجّار خاندان سے تعلق تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بھی اسی خاندان سے تھیں اور اسی وجہ سے آنحضورؐ اور تمام مسلمان اس خاندان کی بڑی قدر کرتے تھے۔

حضرت اُمّ عمّارہ 584ء میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ یثرب کی وہ پہلی خاتون تھیں جنہیں بیعتِ عقبیٰ ثانیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ کی پہلی شادی چچازاد حضرت زیدؓ بن عاصم سے ہوئی جن سے دو بیٹے حضرت عبداللہؓ اور حضرت حبیبؓ پیدا ہوئے۔ جنگ بدر میں حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کی شادی حضرت عربہ بن عمرؓ سے ہوئی جن سے دو بچے تمیم اور خولہ پیدا ہوئے۔

حضرت اُمّ عمّارہؓ کو غزوۂ اُحد، غزوۂ خیبر، غزوۂ حنین اور جنگ یمامہ کے علاوہ صلح حدیبیہ، بیعتِ رضوان اور فتح مکّہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت کا شرف حاصل ہوا۔ غزوۂ اُحد سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو چند دیگر خواتین کے ہمراہ لشکر کے ہمراہ جاکر زخمیوں کی مرہم پٹّی کرنے اور پانی پلانے کی اجازت عطا فرمائی۔ جب جنگ کے دوران مسلمانوں کے درّہ چھوڑ دینے کے نتیجہ میں کفّار کا بھرپور حملہ ہوا تو حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہوگئے جن کا حُلیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا جلتا تھا۔ اس پر کفّار نے یہ خبر پھیلادی کہ رسول اکرمؐ مارے گئے ہیں۔ پھر ایک ایسا وقت آیا جب آنحضورؐ کی حفاظت کے لئے صرف حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ باقی رہ گئے۔ ابنِ قمئہ نے موقع سے فائدہ اٹھاکر آنحضورؐ کو ایک پتھر مارا جس سے آنحضورؐ کے خود کی کڑیاں رخسار مبارک میں دھنس گئیں۔ ایسے میں حضرت اُمّ عمّارہؓ مشکیزہ اٹھائے زخمیوں کی مرہم پٹی میں مصروف تھیں کہ اچانک آپؓ کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو سب کچھ وہیں چھوڑکر آنحضورؐ کی طرف دوڑیں۔ اسی اثناء میں عبداللہ بن قمئہ نے آنحضورؐ پر تلوار سے وار کیا مگر حضرت اُمّ عمّارہؓ نے وہ وار اپنے اوپر لیا جس سے کندھے پر بہت گہرا زخم آیا مگر اس کے باوجود آپؓ نے اُس پر جوابی حملہ کیا۔ وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا۔ اس دوران آپؓ کے دونوں بیٹے بھی وہاں پہنچ گئے اور ابن قمئہ بھاگ گیا۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ کے پاس تلوار تو تھی مگر کوئی ڈھال نہ تھی اس لئے آنحضورؐ پر ہونے والے ہر وار کو اپنی تلوار یا اپنے جسم پر لے لیتیں۔ آنحضورؐ یہ سب دیکھ رہے تھے۔ اسی اثناء میں آنحضورؐ نے ایک مسلمان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: او بھاگنے والے! اپنی ڈھال تو اُن کو دیتے جاؤ جو لڑ رہے ہیں۔ اس پر وہ آدمی اپنی ڈھال وہیں پھینک کر بھاگ گیا۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ نے وہ ڈھال اٹھالی اور لڑنے لگیں۔ اسی دوران آپؓ کا بیٹا عبداللہ شدید زخمی ہوکر گرا اور اُس کا بہت سا خون بہہ نکلا۔ آپؓ نے اُس کی مرہم پٹی کی اور اُٹھاتے ہوئے کہا کہ جب تک دَم میں دَم ہے تب تک دشمن سے لڑو۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے دوبارہ اکٹھا ہونا شروع کردیا اور خطرہ کچھ کم ہوا۔ تاہم اس خطرناک وقت میں حضرت اُمّ عمّارہؓ نے غیرمعمولی جرأت اور وفا کا نمونہ پیش کیا۔ اسی لئے جنگ کے اختتام پر آنحضورؐ نے فرمایا: ’’اُمّ عمّارہ نے آج وہ کیا ہے جو اَور کسی نے نہیں‘‘۔ اس پر انہوں نے اس دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنّت میں بھی آپؐ کا قرب عطا فرمائے۔ آنحضورؐ نے اُسی وقت یہ دعا کی تو حضرت اُمّ عمّارہؓ نے کہا کہ اب مجھے اس زندگی میں کوئی دُکھ باقی نہیں رہا۔

غزوۂ اُحد میں حضرت اُمّ عمّارہؓ کو تیرہ زخم آئے جن میں سب سے گہرا کندھے کا زخم تھا جو بڑی دیر تک مندمل نہ ہوسکا۔ جنگ کے اختتام پر آنحضورؐ اُس وقت تک گھر نہ تشریف لے گئے جب تک حضرت اُمّ عمّارہؓ کی مرہم پٹّی نہ ہوگئی۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا: ’’جتنا حوصلہ اُمّ عمّارہ میں ہے وہ اَور کس میں ہوگا!‘‘۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذّاب نے لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کی تو راستہ میں حضرت اُمّ عمّارہؓ کے بیٹے حضرت حبیبؓ اُس کو مل گئے۔ اُس نے اُن سے اپنی نبوّت تسلیم کرنے کو کہا مگر انہوں نے صاف انکار کیا اور اُس کے ہرسوال پر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتے رہے۔ اس پر مسیلمہ نے انہیں بڑی بیدردی سے شہید کردیا۔ یہ اطلاع ملی تو حضرت اُمّ عمّارہؓ نے قسم کھائی کہ یا تو وہ مسیلمہ کو ماردیں گی یا خود شہید ہوجائیں گی۔ آخر جنگ یمامہ میں جب آپؓ نے مسیلمہ کو دیکھا تو دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے اُس کی طرف بڑھیں۔ زخم پر زخم کھاتے ہوئے اُس کے قریب پہنچ کر جب برچھی سے وار کرنے لگیں تو مسیلمہ دوٹکڑے ہوکر زمین پر گر گیا۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ نے دیکھا تو اُن کے بیٹے حضرت عبداللہؓ اور وحشی (جس نے اُحد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا مگر اب مسلمان ہوچکا تھا) وہاں کھڑے تھے اور اُن دونوں نے ہی مسیلمہ کو واصلِ جہنّم کیا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اُمّ عمّارہؓ سے بڑی محبت تھی اور کبھی کبھی آپؐ کا حال دریافت کرنے آپؓ کے گھر بھی جایا کرتے تھے۔ ایک دن آنحضورؐ جب آپؓ کے ہاں گئے تو آپؓ نے کھانا پیش کیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا: تم بھی کھاؤ۔ عرض کیا: مَیں روزے سے ہوں۔ فرمایا: جب کوئی شخص کسی روزہ دار کے سامنے کھانا کھائے تو فرشتے اُس روزہ دار پر درود بھیجتے ہیں۔ پھر آنحضورؐ نے آپؓ کے سامنے بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔

ایک روز آپؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! قرآن مجید میں مَردوں کا ذکر تو بہت ہوا ہے مگر عورتوں کا اتنا نہیں۔ اس موقع پر سورۃالاحزاب کی آیت 36 نازل ہوئی جس میں ایسے مردوں اور عورتوں کی تفصیل ہے جن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ بن ولید بھی حضرت اُمّ عمّارہؓ کا حال دریافت کرنے آپؓ کے ہاں جایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ تو آپؓ کو ’خاتونِ اُحد‘ کہہ کر یاد کرتے تھے۔ اُس دَور میں ایک دفعہ مال غنیمت میں بہت قیمتی ریشمی کپڑا آیا تو صحابہؓ نے کہا کہ اسے اپنی بہو صفیہؓ کو دے دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں، یہ مَیں اُس کو دوں گا جو اس کی حقدار ہے، مَیں یہ عمّارہ کو دوں گا۔ پھر فرمایا کہ مَیں نے اُحد کے دن رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ مَیں نے جب بھی اپنے دائیں یا بائیں دیکھا تو ہر طرف اُمّ عمارہؓ کو اپنے سامنے لڑتے ہوئے پایا۔ چنانچہ وہ کپڑا اُن کو بھجوادیا۔

آپؓ نے حضرت عمرؓ کے دورِخلافت میں وفات پائی۔

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں حضرت اُمّ سلیمؓ کے اوصاف کا تذکرہ مکرمہ عائشہ منصور چودھری صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت اُمّ سلیمؓ کا نام غمیصاء، رملہ اور سہلہ بیان ہوا ہے۔ آپؓ کا تعلق انصار کے مشہور قبیلے خزرج کی شاخ بنوعدی بن نجار سے تھا اور آپؓ ملحان بن خالد اور ملیکا بنت مالک کی بیٹی تھیں۔ آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ بھی تھیں۔ مدینہ میں اسلام کا پیغام پہنچا تو آپؓ نے بلاجھجک قبول کرلیا۔ آپؓ کے خاوند مالک بن نضر بھی خزرج قبیلہ سے تھے مگر اسلام کے مخالف تھے۔ جب وہ اپنے خاندان کو اسلام سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہوسکے تو دل برداشتہ ہوکر مدینہ سے شام چلے گئے جہاں بعد میں کسی نے اُنہیں قتل کرڈالا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو حضرت اُمّ سلیمؓ اپنے دس سالہ بیٹے انسؓ کی انگلی پکڑ کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بچے کو اپنے خادموں میں شامل کرلینے کی درخواست کی۔ آپؐ نے یہ درخواست قبول فرمائی اور بچے کے سر پر دست شفقت پھیر کر دعائے خیر کی۔ آپؓ انس بن مالک سے اپنے بچوں کی طرح محبت کرتے تھے اور انہیں یَابُنَیَّ (اے میرے بیٹے) کہہ کر بلاتے تھے۔ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی تھے۔

حضرت اُمّ سلیمؓ بیوہ ہوگئیں تو کچھ عرصے بعد ان کے قبیلہ کے ہی زید بن سہل نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے مگر بُت پرست تھے۔ چنانچہ آپؓ نے اُنہیں بلاکر کہا کہ مَیں تو ایک اللہ کو ماننے والی اور رسول اللہؐ کی پیروکار ہوں جبکہ تم بُت کو پوجتے ہو جسے تم نے خود ہی بنایا ہے تو مَیں کس طرح تمہیں اپنے خاوند کے طور پر قبول کرسکتی ہوں۔ آپؓ کی استقامت دیکھ کر زید نے بھی اسلام قبول کرلیا اور اس کے بعد حضرت اُمّ سلیمؓ نے اُن کا پیغام قبول کرتے ہوئے اُن کے اسلام لانے کو ہی اپنا حق مہر قرار دیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تک کوئی عورت اُمّ سلیم سے بہتر حق مہر مقرر نہیں کرسکی۔ بعد میں یہی زید بن سہل، حضرت ابوطلحہؓ کے نام سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی صحابی ثابت ہوئے۔

حضرت اُمّ سلیم اور حضرت ابوطلحہؓ کے گھر پر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کا بھائی چارہ قائم کرایا۔ جنگ اُحد اور جنگ حنین میں بھی دونوں میاں بیوی آنحضورؐ کے ہمراہ رہے۔ یہ تاریخی واقعہ بھی اسی جوڑے کا ہے جب سخت تنگی کے زمانہ میں ایک مفلوک الحال نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کچھ کھانے کے لئے سوال دراز کیا۔ آپؐ کے پچھوانے پر سب بیویوں کی طرف سے یہی جواب آیا کہ پانی کے سوا گھر میں کچھ نہیں۔ اس پر آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کوئی ہے جو آج رات اس شخص کی مہمان نوازی کرے اور خداتعالیٰ کی رحمت سے حصّہ پائے۔ ایثار پیشہ حضرت ابوطلحہؓ نے اپنی خدمات پیش کیں اور اُس شخص کو گھر لے آئے۔ پھر اپنی بیوی سے کہا کہ یہ خدا کا مہمان ہے اس کی خدمت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں۔ بیوی نے کہا کہ آج تو صرف بچوں کے لئے کچھ کھانا ہے اور کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلاکر سُلا دیتے ہیں۔ ان کے خاوند نے ہدایت کی کہ جب مہمان کے آگے کھانا رکھنا تو چراغ بجھا دینا تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اس کا ساتھ دینے کے لئے ہم خالی مُنہ چلاتے رہیں گے۔ چنانچہ کھانا رکھ کر حضرت اُمّ سلیمؓ چراغ ٹھیک کرنے کے بہانے اُٹھیں اور اُسے بجھا دیا۔ پھر دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ خالی منہ ہلاکر یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ ایثار اور قربانی کا یہ نمونہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوا کہ بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ صبح آپؐ نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ آج رات عرش کا خدا تم سے بہت خوش ہوا اور اس کے لئے سورۃالحشر کی آیت 10 اُتاری کہ ’اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں‘۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ بن مالک کے گھر سوگئے تو حضرت اُمّ سلیمؓ ایک شیشی لے کر آنحضورؐ کا پسینہ اُس میں جمع کرنے لگیں۔ آنحضورؐ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ ہم یہ پسینہ اپنی خوشبو میں ملادیں گے تو وہ بہترین خوشبو بن جائے گی۔

حضرت اُمّ سُلیمؓ کے ایک چھوٹے بیٹے اُس وقت وفات پاگئے جب حضرت ابوطلحہؓ گھر پر موجود نہ تھے۔ آپؓ نے خود ہی بیٹے کے غسل وکفن کا انتظام کیا اور خاندان کے باقی افراد کو منع کردیا کہ وہ اس بارہ میں ابوطلحہؓ سے کوئی ذکر نہ کریں۔ جب رات کو حضرت ابوطلحہؓ گھر آئے تو آپؓ نے اُنہیں کھانا پیش کیا۔ جب وہ سونے کے لئے لیٹے تو آپؓ نے اُن سے پوچھا کہ ’اگر آپ کو کوئی چیز امانت کے طور پر

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ’’النور‘‘ نومبر و دسمبر 2011ء میں مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک غزل شائع ہوئی ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

پکاروں تجھے یہ اجازت نہیں ہے
کوئی اس سے بڑھ کے تو ذلّت نہیں ہے
مرے قصۂ دل سے واقف نہیں تم؟
مجھے سب سے کہنے کی عادت نہیں ہے
سجاتی تو ہوں مسکراہٹ لبوں پر
مگر غم چھپانے کی طاقت نہیں ہے
دلِ ناتواں! طنز کچھ ہنس کے سہہ لے
کہ اتنی بھی کیا تجھ میں وسعت نہیں ہے؟
مدینے کی گلیوں کو جانا ہے اب تو
مجھے گھر کو جانے کی فرصت نہیں ہے
نہیں دنیا والوں نے عظمت کو جانا
یہ نادان ہو، بے مروّت نہیں ہے

دی جائے اور پھر اُسے واپس لے لیا جائے تو کیا آپ کو بُرا لگے گا؟' انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ اس پر آپؓ نے کہا کہ آپ کا بیٹا ابوعمیر بھی اللہ کی ایک امانت تھا اور اللہ نے اُسے واپس لے لیا ہے، آپ صبر کیجئے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور پوچھا کہ پہلے کیوں نہیں بتایا؟ آپؓ کہنے لگیں کہ مَیں نے فوراً اس لئے آپ کو نہیں بتایا تاکہ آپ آرام سے اپنا کھانا کھالیں۔ اگلے دن حضرت ابوطلحہؓ نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آنحضورؐ نے ان کے اور اُن کی بیوی کے اللہ کی رضا پر راضی ہونے کی تعریف کی اور اس کے نعم البدل کی دعا کی۔ اس دعا کے نتیجہ میں ایک بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے۔

حضرت اُمّ سُلیمؓ نہایت رحمدل اور عقلمند خاتون تھیں۔ آپؓ سے بہت سی احادیث بھی منسوب ہیں۔ لوگ فقہی معاملات میں بھی آپؓ سے مشورہ لیتے تھے۔ آپؓ کی وفات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا

رسالہ ''خدیجہ'' (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں بحری جنگ میں شہید ہونے والی پہلی صحابیہ حضرت اُمّ حرامؓ کا مختصر ذکر شامل اشاعت ہے۔

حضرت اُمّ سُلیم کی سگی بہن حضرت اُمّ حرامؓ کی شادی حضرت عبادہؓ بن صامت سے ہوئی جو مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر قباء کی بستی میں رہائش پذیر تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور بہت خیال رکھتے تھے۔ آپؓ کے ایک بھائی کی دردناک شہادت کے بعد آنحضورؐ دلجوئی کے پیش نظر کبھی کبھی حضرت اُمّ حرامؓ کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک بار تشریف لائے تو گھر میں حضرت اُمّ حرامؓ کے ساتھ اُن کی بہن حضرت اُمّ سلیمؓ بھی اپنے بیٹے انسؓ کے ساتھ موجود تھیں۔ آنحضورؐ نے ان سب کو اکٹھا کرکے نماز پڑھائی جبکہ فرض نماز کا وقت نہیں تھا۔

ایک روز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت حضرت اُمّ حرامؓ کے ہاں آرام فرما رہے تھے تو کشفی طور پر آپؐ کو اسلامی بحری بیڑہ دکھایا گیا۔ آپؐ نے اس کشف کو بیان فرمایا تو اُمّ حرام نے عرض کی کہ دعا کریں کہ مَیں بھی اس میں شامل ہوجاؤں۔ آنحضورؐ نے دعا کی۔ آخر اس خواب کی تعبیر حضرت عثمانؓ کے دَور میں یوں پوری ہوئی کہ شام کے حاکم امیر معاویہؓ نے امیرالمومنین کی اجازت سے جزیرہ قبرص کی فتح کے لئے ایک بحری بیڑہ روانہ کیا۔ چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی کہ جو اسلامی لشکر پہلی بحری جنگ میں حصّہ لے گا وہ جنّتی ہوگا اس لئے بہت سے جلیل القدر صحابہؓ بھی اس لشکر میں شامل ہوئے۔ حضرت اُمّ حرامؓ بھی اپنے شوہر حضرت عبادہؓ بن صامت کے ہمراہ اس لشکر میں شامل ہوکر قبرص گئیں۔ قبرص کی فتح کے بعد جب مجاہدین واپس آنے لگے تو حضرت اُمّ حرام سواری پر بیٹھتے ہوئے گھوڑے سے گر کر شدید زخمی ہوگئیں اور انہی زخموں کی تاب نہ لاکر شہادت پائی۔ جزیرۂ قبرص میں ہی آپؓ مدفون ہیں۔ یہ 28 ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا

رسالہ ''خدیجہ'' (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں حضرت اُمّ ہانیؓ کی مختصر سیرۃ وسوانح مکرمہ زوباریہ احمد صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت اُمّ ہانیؓ کا اصل نام 'فاختہ' یا 'ہند' تھا۔ آپ حضرت ابوطالبؓ کی بیٹی اور حضرت علیؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ آپؓ کا نکاح ہبیرہ بن مخزم سے ہوا تھا جو قریش کے مشہور شاعر تھے لیکن اسلام کی نعمت سے محروم رہے۔ فتح مکّہ کے وقت نجران کی طرف بھاگ گئے۔ ان کے ہاں چار بیٹے حضرت عمروؓ، حضرت جادہؓ، حضرت ہانیؓ اور حضرت یوسفؓ پیدا ہوئے۔ چاروں نے اسلام کے لئے عظیم خدمات سرانجام دیں۔

بعض روایات کے مطابق حضرت اُمّ ہانیؓ نے پہلے ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپؓ فرمایا کرتی تھیں کہ ہم رات کو کعبہ کے پاس رسول اللہ کی تلاوت سُنا کرتے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپؓ نے فتح مکّہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ بہرحال آپؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عقیدت تھی اور توکّل باللہ مثالی تھا۔ آپؓ کے شوہر نے اپنی نظموں میں آپؓ کو متنبّہ کیا تھا کہ اسلام لانے کی صورت میں آپؓ کو کتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن آپؓ ثابت قدم رہیں اور اپنے چاروں بچوں کی تنہا پرورش کی ذمہ داری بہت بہادری سے اور بہترین رنگ میں کی۔

فتح مکّہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کے گھر تشریف لے گئے اور شکرانے کے آٹھ نفل ادا کئے۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ یہیں آنحضورؐ نے کھانا کھایا۔ یہ کھانا روٹی کے سوکھے ٹکڑے تھے جو پانی میں بھگو کر کھائے اور سالن کی جگہ سرکہ ٹکڑوں پر چھڑک لیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا: ''اے اُمّ ہانی! سرکہ بہترین سالن ہے، وہ گھر فقیر نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو''۔

اُس رات بھی آپؓ ہی کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے جب معراج کا کشف ہوا۔ حضرت اُمّ ہانیؓ بیان فرماتی ہیں کہ اُس روز عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آپؐ ہمارے گھر سو گئے تھے۔ ہم نے فجر کی نماز ادا کی۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے اُمّ ہانی! مَیں بیت المقدس گیا، وہاں نماز پڑھی اور پھر صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہ بات لوگوں کو نہ بتائیں آپؐ کو لوگ جھوٹا کہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مَیں لوگوں کو یہ ضرور بتاؤں گا۔

حضرت اُمّ ہانیؓ کو غزوۂ خیبر میں شرکت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اور آپؓ کا یہ شرف بھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے بالائی جانب پڑاؤ کیا تو آپؓ کے سسرالی رشتہ دار بنومخزوم کے دو آدمی دوڑ کر آپؓ کے ہاں آئے اور اُن کے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے تاکہ اُن کو قتل کرسکیں۔ آپؓ نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے کہا کہ مَیں نے اُن کو پناہ دی۔ پھر آپؓ آنحضورؐ کے پاس آئیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا: اے اُمّ ہانی! خوش آمدید، کیسے آنا ہوا؟ آپؓ نے سارا واقعہ عرض کیا تو آنحضورؐ نے فرمایا: اے اُمّ ہانی! جس کو تُو نے اَمان دی اُسے ہم نے اَمان دی، علی ان دونوں کو قتل نہیں کرے گا۔

حضرت اُمّ ہانیؓ سادہ طبیعت کی خوش مزاج خاتون تھیں۔ مہمان نوازی اور سلیقہ شعاری اپنی والدہ سے پائی تھی۔ فصاحت و بلاغت اپنے والد سے ملی تھی۔ قرآن کریم پر تدبّر کرتی رہتی تھیں۔ کثرت سے ذکرالٰہی کرتیں۔ فقہ سے خاص دلچسپی تھی۔ بعض فقہی مسائل اور بعض قرآنی آیات کے مفہوم براہ راست آنحضورؐ سے دریافت کئے ہوئے تھے۔ آپؓ سے 46 احادیث مروی ہیں۔

حضرت اُمّ ہانیؓ نے لمبی عمر پائی اور چاروں خلفائے راشدین سے فیضیاب ہوئیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں 50 ہجری میں وفات پائی۔

چند دلچسپ روایات

جماعت احمدیہ کینیڈا کے ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' جنوری 2011ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب (استاذ الجامعۃ الاحمدیہ کینیڈا) کے قلم سے چند دلچسپ روایات شامل اشاعت ہیں۔

☆ ایک بار قادیان کے مضافات میں احمدیوں اور سُنّیوں کے درمیان حیات وممات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر ایک سہ روزہ مناظرہ ہوا۔ فریقین نے جلسہ کا حَکَم ایک معزز سکھ سردار کو تسلیم کیا۔ سُنّیوں نے دیکھا کہ دوسرے دن سردار جی نے واضح طور پر احمدیوں کے دلائل پر پسندیدگی کا اظہار کیا تو انہوں نے رات کو سردار صاحب کو پیغام بھیجا کہ مرزائی تو اپنے گھر چلے جائیں گے اور ہمارے اور آپ کے درمیان مفت کا سرپھٹول ہوگا، ذرا عقل سے کام لے کر فیصلہ دینا۔ یہ خبر احمدی مناظر کو بھی کسی طرح مل گئی۔ تیسرے روز احمدی مناظر نے کہا کہ اب تک تو مَیں نے قرآن وحدیث سے وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق کہا ہے، اب ایک ولی اللہ کا کلام سناتا ہوں جو شہادت دیتا ہے کہ جو پیدا ہوا وہ موت سے باہر نہیں۔ یہ ولی اللہ حضرت بابا نانکؒ تھے۔ پھر چند ایک شبد پڑھے۔ سکھ سردار عجیب مصیبت میں پڑ گئے کہ ہمسایہ زمیندار سُنّیوں کے خلاف فیصلہ دوں تو وہ کسی نہ کسی بہانے لڑائی مُول لیں گے اور احمدیوں کے خلاف منہ کھولوں تو گویا بابا نانکؒ صاحب اور گرنتھ صاحب کو جھٹلاؤں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ یوں سنایا کہ دوستو! مسیح ابن مریم اگر زندہ بھی تھا تو اِن تین دنوں کی کھینچا تانی میں اس کا کام تمام ہوگیا ہے۔

☆ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ قادیان میں ایک شخص میاں دین محمد ہوتا تھا جسے اُس کے غیرمعمولی سفید رنگ کی وجہ سے لوگ میاں بگّا کہتے تھے۔ یہ بالکل جاہل اور اَن پڑھ تھا۔ بلکہ نیم مخبوط الحواس تھا۔ مَیں نے ایک دفعہ اُس سے پوچھا کہ کیا تم نے بھی کبھی کسی کو تبلیغ کی ہے؟ کہنے لگا ہاں ایک دفعہ ایک غیراحمدی مولوی کے ساتھ میری بحث ہوئی تھی۔ مولوی نے میاں بگّا کے اِس سوال کے جواب میں کہ حضرت عیسیٰ کس طرح آسمان پر چلے گئے؟ ایک پتھر اٹھا کر آسمان کی طرف پھینک کر کہا کہ اِس طرح۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پتھر زمین پر آگرا تو میاں بگّا اُس طرف اشارہ کرکے فوراً بولا: فیر او پیا اے۔ (پھر وہ پڑا ہے)۔

☆ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ وہ اتفاق سے ایک کام کے لئے مسجد مبارک گیا تو مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک مراثی کا گھوڑا چھوٹ کر مسجد میں گھس گیا اور لوگوں نے اس کو دھمکایا اور کہا کہ مراثی تیرے گھوڑے نے مسجد کی بے ادبی کی۔ مراثی نے جواب دیا کہ جناب گھوڑا حیوان تھا، اُس نے مسجد کی بے ادبی کی، مجھے بھی دیکھا کہ کبھی مَیں نے بھی مسجد کی بے ادبی کی ہو۔ حضور علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا کہ اس شخص پر یہ مثال خوب صادق آئی۔ اس پر وہ شخص ایسا شرمندہ ہوا کہ اُسی روز سے نماز پڑھنے لگا۔

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ریل میں ایک صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ جناب کا دولت خانہ کہاں ہے؟

مَیں نے عرض کیا کہ جناب! آجکل یہ دستور ہورہا ہے کہ پوچھنے والا پوچھتا ہے کہ آپ کا دولت خانہ کہاں ہے اور بتلانے والا بتلاتا ہے کہ میرا غریب خانہ وہاں ہے۔ ممکن ہے جواب دینے والے صاحب کا خانہ اصلی معنوں میں ہی غریب خانہ ہو اور ممکن ہے کہ بسبب انکسار اُن کے واسطے ایسا ہی جواب میں کہنا مناسب ہو۔ لیکن میرا معاملہ خاص ہے۔ میرے قبضہ میں ایک غریب خانہ بھیرہ میں ہے جہاں مَیں پیدا ہوا تھا اور میرے آباء و اجداد کا بنایا ہوا غریب خانہ جھونپڑا اب تک وہاں موجود ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے ایک دولت خانہ تک رسائی بخشی ہے جہاں سے مجھے ظاہری اور باطنی دولت ملتی ہے اور وہ دولت خانہ قادیان میں ہے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام اَسْتَغْفِرُاللّٰہ رکھا ہے۔ فرمایا: اچھا ہے، جتنی دفعہ اس کو بلائے گا خداتعالیٰ سے استغفار کرتا رہے گا۔

☆ محترم محمد اسماعیل صاحب پانی پتی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حسب معمول حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ درس دے رہے تھے کہ یکایک شہر کے چار پانچ مولوی تین چار بہت موٹی موٹی کتابیں بغل میں دبائے آگئے۔ حضرت میر صاحبؓ درس سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ بحث کرنے کے لئے آئے ہیں اور تفسیریں اپنے ساتھ لائے ہیں۔ حضرت میر صاحبؓ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا تو مَیں مطلب سمجھ گیا اور آپؓ کی لائبریری سے جتنی موٹی موٹی کتابیں تھیں، خواہ کسی مضمون کی اور کسی زبان کی، وہ لا لا کر حضرت میر صاحبؓ کے سامنے ڈھیر لگادیا۔ اس پر انہوں نے آپس میں سرگوشی کی اور کہنے لگے کہ اس وقت تو ہم جاتے ہیں، کل آئیں گے۔ مگر وہ کل کبھی نہیں آئی۔

☆ حضرت سیّد شاہ عالم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کتب لکھنے کی کیفیت یوں تھی کہ عصر کے بعد حضورؑ ٹہل ٹہل کر لکھتے جاتے تھے۔ تین دوات مٹی کی اور کانے کی قلمیں۔ مجھے کئی دفعہ فرمایا کہ اِن دواتوں میں پانی ڈال دو، ایک دفعہ مَیں نے ایک دوات میں پانی ڈال کر بھر دیا تاکہ جلد ختم نہ ہوجاوے۔ حضورؑ بہت ہنسے اور ہنستے ہنستے فرمانے لگے کہ آخر سیّد کے بیٹے ہیں، فراخ دِلی سے کام لیا۔

☆ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ منشی اروڑا صاحب، محمد خاں صاحب اور خاکسار قادیان سے رخصت ہونے لگے۔ گرمی بہت سخت تھی۔ اجازت اور مصافحہ کے بعد منشی اروڑا صاحب نے کہا کہ حضور گرمی بہت ہے، ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ پانی ہمارے اوپر اور نیچے ہو۔ حضورؑ نے فرمایا: خدا قادر ہے۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! یہ دعا نہیں کے لئے فرمانا کہ ان کے اوپر نیچے پانی ہو۔ جب قادیان سے یکّہ میں سوار ہوکر چلے تو یکدم بادل آکر سخت بارش شروع ہوگئی۔ اُس وقت سڑک کے گرد کھائیاں بہت گہری تھیں۔ تھوڑی دُور جا کر یکّہ اُلٹ گیا تو منشی اروڑا صاحب بدن کے بھاری تھے وہ نالی میں گِر گئے جبکہ ہم باقی کُود گئے۔ منشی صاحبؓ کے اوپر نیچے پانی ہوگیا اور وہ ہنستے جاتے تھے۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' مئی و جون 2011ء میں مکرمہ خانم رفیعہ مجید صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جاتی ہوئی خزاں کے اشاروں سے پوچھ لو
معصوم کونپلوں کے نظاروں سے پوچھ لو
ہم خاکِ پائے آلِ محمدؐ کے ہیں سفیر
شمس وقمر سے پوچھو ستاروں سے پوچھ لو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 03, 2017 – February 09, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 03, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Yoonus , verses 95-105 with Urdu translation.
00:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 11.
01:00 Jalsa Salana USA Address to Ladies: Recorded on June 30, 2012.
02:10 Spanish Service
02:45 Pushto Service
03:30 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 97 - 110 by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 73, recorded on August 09, 1995.
04:40 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 19-42 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 14.
07:00 An Audience with Hadhrat Khalifatul Masih V (aba): Recorded on March 23, 2013.
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on January 28, 2017.
10:00 Indonesian Service
11:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 19-42.
11:50 Seerat-un-Nabi
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Recorded on January 26, 2017.
15:45 Sach Tu Ye Hai
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday February 04, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
01:00 An Audience with Hadhrat Khalifatul Masih V (aba)
02:10 Friday Sermon
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 1-7 and 8-16 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).The topic is 'preaching and jihad'.
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 18.
07:05 Jalsa Salana Canada Address To Ladies: Recorded on July 07, 2012.
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time
09:00 Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on October 13, 1985.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Recorded on February 03, 2017.
12:20 Tilawat: Surah Ar-Room, verses 39-51.
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:30 Jalsa Salana Canada Address To Ladies [R]
21:30 Rah-e-Huda [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Sunday February 05, 2017

00:20 World News
00:35 Tilawat
00:55 In His Own Words
01:25 Al-Tarteel
01:55 Jalsa Salana Canada Address To Ladies
02:55 Friday Sermon
04:05 Maidane Amal Ki Kahani
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 29.
06:00 Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 17-22 with Urdu translation.
06:10 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain: An Urdu discussion programme based on selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) about the existence of God Almighty.
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 18.
07:00 Jamia Ahmadiyya Class Canada: Recorded on October 23, 2016.
08:50 Question And Answer Session: Recorded on November 17, 1996.
10:05 Indonesian service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on August 21, 2015.
12:20 Tilawat: Surah Ar-Room, verses 52-61 and Surah Luqmaan, verses 1-18.
12:45 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
13:10 Yassarnal Quran [R]
13:35 Friday Sermon: Recorded on February 03, 2017.
14:45 Shotter Shondhane: Recorded on January 27, 2017.
15:50 Jamia Ahmadiyya Class Canada [R]
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:10 World News
18:30 Jamia Ahmadiyya Class Canada [R]
20:25 Ashab-e-Ahmad
21:00 Shama'il-e-Nabwi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
21:35 Friday Sermon [R]
22:45 Question And Answer Session [R]

Monday February 06, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00 Yassarnal Quran
01:25 Jamia Ahmadiyya Class Canada
03:20 Ashab-e-Ahmad
03:50 Friday Sermon
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 30.
06:00 Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 23-31 with Urdu translation.
06:10 Al-Tarteel: Lesson no. 18.
06:40 Inauguration Of Baitur Rahman Mosque Spain: Recorded on April 3, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. December 08, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on September 02, 2016.
10:45 Seerat-un-Nabi
11:15 Sach Toh Ye Hai
12:00 Tilawat: Surah Luqmaan, verses 19-35.
12:15 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Rec. March 11, 2011.
14:05 Shotter Shondane: Rec. January 28, 2017.
15:55 Rah-e-Huda: Recorded on February 04, 2017.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Inauguration Of Baitur Rahman Mosque Spain [R]
19:40 Somali Service
20:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:15 Seerat-un-Nabi [R]

Tuesday February 07, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:55 Al-Tarteel
01:25 Inauguration Of Baitur Rahman Mosque Spain
02:45 Kids Time
03:15 Friday Sermon
04:25 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 31.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 15.
07:00 Jamia Class Canada: Rec. November 26, 2011.
09:00 Philosophy Of The Teachings Of Islam
09:30 Rishta Nata Ke Masayil
09:45 Question & Answer Session: Recorded on November 24, 1996.
11:00 Indonesian Service
12:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 06, 2017.
13:05 Tilawat: Surah As-Sajdah, verses 1-20.
13:20 Dars-e-Malfoozat [R]
13:30 Yassarnal Quran [R]
13:50 Faith Matters: Programme no. 176.
14:45 Bangla Shomprochar
15:50 Spanish Service
16:40 Philosophy Of The Teachings Of Islam
17:05 Noor-e-Mustafwi
17:15 Yassarnal Quran [R]
17:45 World News
18:05 Jamia Class Canada [R]
20:00 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 27, 2017.
21:10 The Bigger Picture
21:55 Faith Matters [R]
22:55 Question And Answer Session [R]

Wednesday February 08, 2017

00:05 World News
00:25 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:20 Jamia Class Canada
03:15 Rishta Nata Ke Masayil
03:25 In His Own Words
04:05 Story Time
04:30 Australian Service
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 04.
06:00 Tilawat
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 17.
07:10 Jalsa Salana Germany Address: Rec. June 03, 2012.
08:10 One Minute Challenge
09:00 Urdu Question And Answer Session: Recorded on October 13, 1985.
09:50 Indonesian Service
10:50 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 27, 2017.
12:00 Tilawat: Surah Al-Ankaboot, verses 46-62.
12:10 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 21, 2011.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35 Kids Time: Prog. no. 23.
16:10 Importance Of Higher Education
16:25 Faith Matters: Programme no. 176.
17:20 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:25 Importance Of Higher Education [R]
19:45 French Service
20:40 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:15 Kids Time [R]
21:50 Importance Of Higher Education [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:10 Intikhab-e-Sukhan: Rec. January 28, 2017.

Thursday February 09, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:50 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana Germany Address
02:25 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:00 Importance Of Higher Education
03:20 In His Own Words
03:55 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:05 Tilawat
06:20 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
07:00 Jalsa Salana USA Address To Ladies: Recorded on June 30, 2012.
08:10 In His Own Words
08:45 Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 97 - 110 by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 73, recorded on August 09, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Japanese Service
11:20 Aadab-e-Zindagi
12:00 Tilawat: Surah Al-Furqaan, verses 51-78.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:25 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Beacon Of Truth: Recorded on May 8, 2016
14:00 Friday Sermon: Recorded on January 06, 2017.
15:05 The Real Concept Of Jihad
15:35 Roots to Branches
16:00 Persian Service
16:30 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 World News
18:20 Jalsa Salana USA Address To Ladies [R]
19:30 Aadab-e-Zindagi [R]
20:05 Roots to Branches [R]
20:30 Faith Matters: Programme no. 179.
21:35 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:10 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 03 February , 2017 | Issue No. 5

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ۔ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اہم ہدایات۔ کینیڈا کے مبلغین کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ۔ دعوت الی اللہ اور تربیتی مسائل کے حوالہ سے ضروری ہدایات۔ چالیس بچوں کی تقریب آمین۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

29/اکتوبر بروز ہفتہ 2016ء

(حصہ دوم)

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''ایوان طاہر'' کے میٹنگ روم میں تشریف لے آئے جہاں نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ چھ بجکر 35 منٹ پر شروع ہوئی۔ حضور نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نائب صدران سے اُن کے کاموں کے حوالہ سے دریافت فرمایا جس پر نائب صدران نے اپنے سپرد کاموں کے بارہ میں بتایا کہ مختلف ریجنز، علاقے اور عاملہ کے بعض شعبوں کی نگرانی اُن کے سپرد ہے۔

حضور انور نے **قائد عمومی** سے مجالس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر قائد عمومی نے بتایا کہ انصار کی 76 مجالس ہیں۔

حضور انور کے اِستفسار پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہمیں مجالس سے آن لائن رپورٹس موصول ہوتی ہیں اور متعلقہ قائدین اپنے شعبہ کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہیں۔ صدر صاحب نے بتایا کہ مَیں بھی ان رپورٹس اور تبصروں کو دیکھ لیتا ہوں۔

قائد تجنید نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ انصار کی تجنید 4368 ہے اور ''پیس ویلیج'' میں انصار کی تجنید 440 ہے۔

قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ سال کے شروع میں سلیبس تیار کیا گیا تھا۔ ابھی تک تین کوارٹر کی تعلیمی رپورٹ آ گئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کتنے لوگ امتحان میں حصہ لیتے ہیں؟ اِس پر قائد تعلیم نے بتایا کہ ایک چوتھائی انصار حصّہ لیتے ہیں۔ پہلی سہ ماہی میں 1366 انصار نے حصّہ لیا اور دوسری سہ ماہی میں 1169 انصار نے حصّہ لیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ماشاء اللہ۔

قائد تبلیغ نے حضور انور کے استفسار پر بیعتوں کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال میں بارہ ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ لیفلیٹس تقسیم کرنے اور کتابیں تقسیم کرنے پر کام ہو رہا ہے۔ کتاب ''لائف آف محمدؐ'' 2418 تقسیم ہو چکی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہاں آپ کے پاس تقسیم کے بہت سے مواقع ہیں۔ یوکے میں انصار نے کتاب ''لائف آف محمدؐ'' 80 ہزار سے زیادہ تقسیم کی ہے۔ ایک دوسری کتاب "Pathway to Peace" ایک لاکھ سے زیادہ تقسیم ہو چکی ہے۔

اب انصار اللہ یوکے نے دس ہزار کی تعداد میں قرآن کریم تقسیم کرنے کے لئے مانگا ہے۔ آپ لوگوں کو بھی چاہئے کہ قرآن کریم تقسیم کریں۔

قائد تبلیغ نے بتایا کہ اس کے علاوہ انصار تبلیغی سٹالز پر کام کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو تبلیغ کا پرانا طریق ہے۔ اب کوئی نئی طرز تبلیغ کی دیکھیں۔ آپ تلاش کریں کہ کن طریقوں سے بااثر تبلیغ کر سکتے ہیں۔

قائد مال نے بتایا کہ گزشتہ سال ہمارا بجٹ پانچ لاکھ تین ہزار تھا اور ہم نے چھ لاکھ ڈالر سے زائد اکٹھا کیا اور گزشتہ سال 3294 انصار نے چندہ دیا ہے جو کہ ہماری تجنید کا اسّی فیصد ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ لوکل ناظمین سے پتہ کروائیں کہ کتنے انصار حصہ لے رہے ہیں۔ گراس رُوٹ لیول پر کام کریں اور شامل ہونے والوں کو شروع سال سے ہی شامل کریں۔ یہ تحریک جدید، وقف جدید کا چندہ نہیں ہے۔ جنہوں نے نہیں دینا وہ کہہ دیں کہ نہیں دینا۔ باقاعدہ انصار کو چندہ کے لحاظ سے ان کا بجٹ بنا کر ایک سسٹم میں لے کر آئیں۔

قائد تربیت کو حضور انور نے فرمایا کہ انصار کی تربیت کی ضرورت ہے۔ اس بارہ میں آپ نے کیا کوشش کی ہے؟

اس پر قائد تربیت نے بتایا کہ نماز باجماعت کی ادائیگی پر توجہ دے رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ انصار کی یہ تربیت کریں کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ نوجوانوں کی خاص طور پر تربیت کریں۔ اپنے بچوں کی یہ تربیت بھی کریں کہ جب بچوں کی شادی ہوتی ہے۔ اپنے لڑکوں، لڑکیوں کو صبر اور حوصلہ کرنا سکھائیں۔ اگر کسی کا قصور ہے تو اُسے سمجھائیں۔ لڑکے دنیا داری میں زیادہ پڑے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے شادیاں برباد ہو رہی ہیں۔ لڑکیوں کے بھی قصور ہوتے ہیں لیکن زیادہ تر لڑکوں کے بھی ہوتے ہیں۔ اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کتنے وقف عارضی کروائے ہیں۔ اس پر قائد موصوف نے بتایا کہ 29/انصار نے وقف عارضی کی ہے اور کچھ نے کینیڈا میں کی ہے اور کچھ نے بیلیز (Belize) میں کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ چار ہزار انصار میں سے 29 نے وقف عارضی کی ہے۔ پیچھے پڑ کر وقف عارضی کروائیں۔ جن کو قرآن کریم نہیں پڑھنا آتا ان کی کلاس شروع کروائیں۔ آپ بھی اب کہتے ہوں گے کہ اب نئے سال میں عاملہ میں آنا ہے کہ نہیں جو اگلا آئے گا وہ کرے گا۔ ہر ایک کو آخر تک کوشش کرنی چاہئے۔

قائد ایثار سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا کام کیا ہے؟ آپ کا خدمت خلق کا ہی کام ہے۔ Haiti میں زلزلے وغیرہ میں کوئی کام کیا ہے؟ اس پر قائد ایثار نے بتایا کہ لوکل لیول پر کام ہوتا ہے۔ ہسپتال وغیرہ جاتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کوئی نئے جذبے والا پروگرام بنائیں۔ حضور انور کے استفسار پر موصوف نے بتایا کہ 46 سال عمر ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایسی تھوڑی عمر ہے کہ بوڑھے ہو گئے ہیں، چلا نہیں جاتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے صحیح فرمایا تھا کہ جب تک خادم ہوتا ہے صحیح کام کرتا ہے پھر جب چالیس سال اور ایک دن کا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے سارے فرائض ختم۔ اب مَیں بس بیٹھ جاؤں۔ کوئی نیا کام نہ کروں یا سوچوں۔ اب آپ کو چاہئے تھا کہ Haiti میں زلزلہ آیا ہے تو انصار کے پاس جاتے اور توجہ دلاتے کہ خدمت خلق کے تحت کوئی چندہ دو اور پھر جو بھی ادارہ کام کر رہا ہے، ہیومینٹی فرسٹ یا کوئی اور تو اُس کو دے آتے یا کسی حکومتی ادارے کو دیتے۔ اس طرح کے کام کریں۔

کیا آپ چیرٹی واک (Charity Walk) کرواتے ہیں؟ چیرٹی واک انصار اللہ کی اپنی ہونی چاہئے۔ میڈیا کو اس پر بلائیں تا کہ پتہ لگے کہ ہمارے بزرگ بھی کام کرتے ہیں۔

قائد تحریک جدید نے حضور انور کے استفسار پر اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ ماہ تک انصار اللہ کی طرف سے چار لاکھ ڈالرز کی وصولی ہو چکی تھی اور چندہ دہندگان کی تعداد تین ہزار ایک سو چودہ ہے۔ گزشتہ سال انصار اللہ کی طرف سے تحریک جدید میں پانچ لاکھ 68 ہزار ڈالرز کی ادائیگی ہوئی تھی۔

قائد وقف جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ سال 95 فیصد انصار نے حصّہ لیا تھا اور چار لاکھ 75 ہزار ڈالرز جمع کئے تھے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: آپ نے تو کمال کر دیا۔

آڈیٹر سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ باقاعدہ آڈٹ کرتے ہیں؟ حسابات چیک کرتے ہیں؟ حساب ٹھیک ہے؟ صرفِ نظر تو نہیں کرتے؟ جس پر آڈیٹر نے بتایا کہ تمام حسابات اور بل وغیرہ چیک کئے جاتے ہیں۔

قائد صحت جسمانی کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم کے انصار کے کھیلوں کے مقابلے کروایا کریں۔

قائد اشاعت نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ ''نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ'' ہمارا رسالہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سال میں اس کے تین ایڈیشن شائع ہونے چاہئیں۔

قائد تربیت نومبائعین نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ پندرہ نومبائع انصار ہیں جن کی تربیت کی ذمہ داری سپرد ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان کو چندوں کے نظام میں شامل کریں۔ بے شک ابھی انصار اللہ کا چندہ نہ دیں لیکن تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل کریں۔ بیشک دو چار ڈالر سال میں لے کر شامل کریں۔ لیکن ان کو چندہ کی اہمیت کا پتہ لگے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اُن کی تربیت کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ ایک ہی جگہ پر ہیں یا ٹورانٹو میں پھیلے ہوئے ہیں؟ اس پر قائد صاحب نے بتایا کہ زیادہ ٹورانٹو کے ایریا میں ہیں۔ اس کے علاوہ دو تین مانٹریال میں

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں